﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک26جون 2015ء | 08/رمضان 1436 ہجری قمری ۞ 26/احسان 1394 ہجری شمسی | شمارہ26

رحمت اور مغفرت کا مہینہ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے۔ جس کا وسط مغفرت الٰہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2015ء

۞......مذہب اور کلچر میں کیا فرق ہے؟ ۞......لاہوری اور قادیانی میں کیا فرق ہے؟ ۞......آپ کی عورتیں آزاد نہیں ہیں وہ ڈانس وغیرہ پروگراموں میں نہیں جاتیں۔ ۞...... جہاں آپ کی تعداد دوسروں سے زیادہ ہے وہاں آپ اقلیتوں سے کیا سلوک کرتے ہیں؟ ۞......آئرلینڈ میں Gay Marriage کا فیصلہ ہوا ہے تو وہاں کے احمدی کیا کریں گے؟ ۞......احمدی کون ہے؟

جرمنی کی مختلف یونیورسٹیز کے پروفیسرز کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات میں ان کے متفرق سوالوں کے بصیرت افروز جوابات

☆...... یہاں جو عمارت اب جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کے زیرِ استعمال آنے والی ہے وہ کسی دہشتگردی کے مقاصد کو پورا کرنے والی نہیں۔ بلکہ ہم نے ایک عافیت کا حصار بننے کے لئے یہاں قدم رکھا ہے۔☆...... جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہوئے امن، محبت اور سلامتی کی نہ صرف تعلیم دیتی ہے بلکہ دنیا کو اس میں سیمنٹ بھی ہے اور اپنے ہر اظہار سے، اپنے ہر عمل سے یہ جماعت ایک ایسی پناہ گاہ ہے جس میں ہر ایک محفوظ ہے۔☆...... یہاں آنے والی ہر ممبر کو یاد رکھنا چاہئے اور ہر آنے والے ممبر کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے اپنے ہر عمل سے اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ جماعت احمدیہ کے گھروں میں بھی امن اور سکون ہے اور جماعت کے ماحول میں اور باہر بھی امن اور سکون ہے اور ہم حقیقی اسلامی تعلیم پر کرنے والے ہیں۔

لجنہ اماء اللہ جرمنی اور مجلس انصار اللہ جرمنی کے مرکزی دفاتر کی وسیع و عریض نئی عمارت 'بیت العافیت' کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔......تقریب آمین۔......مسجد منصور (آخن) کے افتتاح کا پریس اور میڈیا میں تذکرہ

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

26 مئی 2015ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جرمنی میں قیام کے دوران دنیا کے مختلف ممالک سے اور لندن مرکز سے باقاعدہ روزانہ ڈاک، فیکسز اور ای میلز موصول ہوتی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ یہ ساری ڈاک ملاحظہ فرماتے ہیں اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج فرینکفرٹ (Frankfurt) کی جماعتوں کے علاوہ، Calw Nord، Aachen، Mannheim، Fulda، Ulm-Donau، Neuberg، Goddelau، Immenhausen، Dresden، Ellwangen، Hanau، Köln، Dieburg، Langen، Wiesbaden، Bocholt، ناصر باغ، Hannover، Leipzig، Osnabrück، Münster، Aalen، Neuss، Northeim اور Lahr کی جماعتوں سے آنے والے احباب اور فیملیز نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

مجموعی طور پر 30 فیملیز کے 99 افراد اور 38 افراد نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ان ملاقات کرنے والوں میں سے ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بج کر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں مکرم عابد وحید خان صاحب (انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دفتری ملاقات کی اور ہدایات حاصل کیں۔

بعد ازاں دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی ادائیگی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

جرمنی کی مختلف یونیورسٹیز کے پروفیسرز کی حضور انور سے ملاقات

جرمنی کی مختلف یونیورسٹیز کے درج ذیل 10 پروفیسرز صاحبان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔

=پروفیسر سوزانے شروٹر صاحبہ (Schroter)۔ موصوفہ فرینکفرٹ یونیورسٹی کے شعبہ علم الانساب (Ethnology) کی ڈائریکٹر ہیں اور یونیورسٹی کے تحقیقی مراکز برائے عالمی اسلام کی بھی سربراہ ہیں۔

=اولیور بیرٹرانڈ صاحب (Bertrand)۔ یہ پروفیسر شروٹر صاحبہ کے شعبہ میں بطور محقق کام کرتے ہیں۔

پروفیسر جمال ملک صاحب۔ موصوف ایرفورٹ (Erfurt) کی یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں۔ پاکستانی نژاد ہیں۔

=پروفیسر فوس صاحب (Füss)۔ یہ ماربرگ (Marburg) یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں۔

ڈاکٹر محمد ولدان صاحب (Wildan)۔ یہ انڈونیشیا سے کچھ عرصہ کے لئے ماربرگ یونیورسٹی میں تحقیق کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

=ڈاکٹر بوڈن شٹائن صاحب (Bodenstein)۔ موصوف فرینکفرٹ یونیورسٹی میں اسلامیات کے شعبہ میں پڑھاتے ہیں۔

=رداء انعام صاحبہ گیسّن یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں پڑھاتی ہیں۔

=عاصمہ ادگر تنک صاحبہ (Öger-Tunc)۔ یہ بھی گیسّن یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں پڑھاتی ہیں۔

=ڈاکٹر یورگن مکش صاحب (Jürgen Miksch)۔ موصوف ابراہیمی مذاہب فورم کے صدر ہیں۔

ڈاکٹر مصباح الرحمٰن صاحبہ یونیورسٹی فرینکفرٹ میں شعبہ اسلامیات میں پڑھاتی ہیں۔

ان سبھی پروفیسرز صاحبان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری سب کا تعارف حاصل کیا۔

٭……ایک خاتون پروفیسر نے عرض کیا کہ وہ مذہب اور کلچر میں فرق کے حوالہ سے دریافت کرنا چاہتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: مذہب اور کلچر دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس کے لئے آپ ’’دیباچہ تفسیر القرآن‘‘ پڑھیں۔

حضور انور نے انتظامیہ کو فرمایا: سب کو یہ کتاب مہیّا کی جائے اس کا جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب میں یہ ذکر ہے کہ مذہب کی کیوں ضرورت ہے اور اسلام کی کیوں ضرورت ہے۔ مذہب کیا ہے اور کلچر کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مذہب کا یہ کام ہے کہ وہ بتائے کہ لوگ کس طرح اپنی زندگی گزاریں اور کن راستوں کو اختیار کریں۔ یہ نہیں کہ لوگ اپنے عمل سے اپنے کلچر سے مذہب کو تبدیل کرتے پھریں۔

مذکورہ خاتون پروفیسر سوزانے شروٹر صاحبہ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی ہوں اُس وقت حضور کو بہت دور سے دیکھا تھا اور فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ اب مَیں حضور کے سامنے بیٹھی ہوں اور فاصلہ بہت کم ہے۔ قریب سے ملاقات ہو رہی ہے اس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ مجھے نظر آرہا ہے کہ حضور ایک بڑی عاجز شخصیت ہیں۔

٭……ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مذہب کے نام پر یہودیوں اور عیسائیوں میں بہت فرقے ہیں اور سب اپنی اپنی جگہ سیٹل (settled) ہیں۔ لیکن اسلام میں جو فرقے ہیں وہ آپس میں اختلافات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیانات دیتے رہتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان یہ ہماری ذمّہ داری ہے کہ ہم ان اختلافات کو ختم کریں اور اس مسئلہ کو حل کریں اور سب اکٹھے ہوں۔

٭……ایک سوال یہ کیا گیا کہ آپ کی کمیونیکیشن سنّیوں کے ساتھ کیا ہے۔ کیا اس میں کوئی بہتری آئی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: ہم تو اوپن (open) ہیں جو ہم سے بات چیت کرنے کے لئے آنا چاہتا ہے۔ ہم اس کے لئے تیار ہیں لیکن جو مخالف انتہا پسند ہیں وہ نہیں آتے لیکن ہم تیار ہیں اور اگر پلیٹ فارم مہیّا ہو تو جو باتیں کامن (common) ہیں، مشترکہ ہیں ان پر بات ہو سکتی ہے۔ خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، قرآن کریم ایک ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ایک ہے، ان پر بات ہو سکتی ہے۔ سوائے ان مضامین کے اور امور کے جو مختلف آراء رکھتے ہیں جیسے فقہی امور وغیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے تَعَالَوْا اِلَی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ کہ اُن چیزوں کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترکہ ہیں۔ پس ہم تو تیار ہیں لیکن دوسری طرف سے مخالف آتے نہیں۔

٭……ڈاکٹر محمد ولدان صاحب آف انڈونیشیا نے سوال کیا کہ لاہوری اور قادیانی میں کیا فرق ہے اور یہ کیا ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: جو اصطلاح ہے وہ قادیانی کی نہیں، مبائع احمدی کی ہے اور غیر مبائع کی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جنہوں نے نظام خلافت کو قبول کیا وہ مبائع احمدی ہیں اور جنہوں نے قبول نہیں کیا وہ غیر مبائعین ہیں۔ جنہوں نے نظام خلافت کو چھوڑا یہ امیر لوگ تھے۔ اب یہ انتہائی محدود تعداد میں چند ملکوں میں ہیں، ساؤتھ امریکہ کے بعض ممالک میں ہیں وہ ہر ملک میں ان کے اپنے اپنے سسٹم ہیں، پاکستان میں اپنا نظام ہے اور انڈونیشیا میں ان کا اپنا نظام ہے۔ ان کا کوئی ایک لیڈر نہیں ہے۔ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ آپس میں تقسیم ہوئے ہوئے ہیں۔

دوسری طرف جماعت احمدیہ کا ایک امام، ایک خلیفہ ہے۔ ساری دنیا میں ایک ہی لیڈر ہے۔ یورپ، افریقہ، امریکہ، ایشیا، آسٹریلیا ہر جگہ ساری دنیا میں احمدی جماعتیں ایک ہی نظام اور ایک ہی خلیفہ کے تحت ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں بہت سے ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو خلافتِ احمدیہ کو نہیں مانتے لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مجدّد مانتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: میرے دور خلافت میں بہت سے غیر مبائعین نے احمدیت میں شمولیت اختیار کی ہے اور ہمارے ساتھ مل گئے ہیں۔ ہم تو بڑھ رہے ہیں لیکن یہ غائب ہوتے جارہے ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارا رابطہ رہتا ہے۔ کمیونیکیشن ہوتی ہے۔ برلن (جرمنی) میں ان کی مسجد ہے اور سب سے پہلی مسجد ہے۔ مَیں خود وہاں گیا ہوں اور ان لوگوں سے ملا ہوں۔

٭……ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ حضور انور کے سر پر جو پگڑی ہے کیا یہ کوئی خاص لباس ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: یہ ایک روایتی لباس ہے۔ مجھ سے پہلے گزشتہ خلفاء نے بھی یہ لباس استعمال کیا تھا۔

فرمایا: کوئی خاص پاکستانی لباس نہیں ہے۔ شلوار قمیص، ٹراؤزر، جین جو مرضی پہننا چاہتے ہیں پہن لیں۔ مختلف اقوام کے مختلف لباس ہیں۔ ایک یورپین کلچر ہے۔ عرب اپنا لمبا لباس استعمال کرتے ہیں۔ انڈونیشیا کا مختلف کلچر ہے۔ وہاں مختلف رنگوں والی شرٹس پہنتے ہیں۔ اس طرح ہر جگہ کا اپنا لباس ہے۔ اسی طرح ہر جگہ کی اپنی اپنی ٹوپی (Cap) ہے۔ حضور انور نے امیر صاحب جرمنی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اب امیر صاحب نے اپنی خاص طرز کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔

٭……داڑھی کے حوالے سے ایک استفسار پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپؐ کی سنّت پر چلیں۔ ایک مرد کو مرد کی طرح نظر آنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مونچھیں تراشنا اور داڑھی رکھنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: داڑھی رکھنا سنت تو ہے لیکن کتنی ہونی چاہئے یہ آپ پر ہے، جتنی چاہیں جس طرح چاہیں رکھیں۔

٭……ابراہامک (Abrahamic) مذاہب اور غیر ابراہامک مذاہب کے باہمی تعاون کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: تمام مذاہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تمام اقوام میں نبی بھجوائے۔ تو جب خدا کی طرف سے تمام مذاہب ہیں تو پھر آپس میں سب کا باہمی تعاون ہونا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں جو مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں، ہم سب ایک ملک کے باشندے ہیں۔ اس لئے آپس میں سب کو باہمی تعاون سے پیش آنا چاہئے۔ یہ اصول بنالیں کہ کوئی بھی کسی دوسرے مذہب کے خلاف نہ بولے۔ ہر مذہب دوسرے مذہب والوں کا احترام کرے۔ آپ نے ہندوؤں کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اگر آپ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا نہ کہیں تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ گائے ہمارے لئے حلال ہے۔ ہم آپ کی خاطر اس کا گوشت نہ کھائیں گے یا آپ کے سامنے نہ کھائیں گے۔ ہم سب کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی عزت کریں اور ایک دوسرے کی روایات کا احترام کریں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم تو ہر طرح سے تعاون کرتے ہیں اور تعاون کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ آج بھی قادیان ہندوستان میں، ہندو، سکھ ہمارے پروگراموں میں آتے ہیں۔ وہ ہماری عزت کرتے ہیں، ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں احمدیوں سے ہی حقیقی اسلام کا پتہ چلا ہے۔

٭……ایک سوال یہ کیا گیا کہ مذاہب کے بارہ میں جس طرح پلاننگ اور منصوبہ بندی کے ساتھ یہاں کے سکولوں میں ابراہامک (Abrahamic) مذہب سکھاتے ہیں۔ کیا پاکستان میں ایسا ہو سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں اگر آپ اس قابل ہیں کہ انتہا پسندی سے ملک کو بچا سکتے ہیں تو ممکن ہے، ورنہ نہیں۔ فرمایا: فرقوں کے آپس کے اختلافات ہی ختم نہیں ہوتے۔ سعودی عرب میں سلفی اور وہابی کہتے ہیں کہ ہم ممتاز ہیں اور ہم بالا ہیں۔ پاکستان میں ہر فرقہ دوسرے فرقہ کے خلاف بات کرتا ہے اس لئے وہاں تو ایسا ممکن نہیں۔ لیکن ہمیں یہ کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان اور سب کے درمیان امن کی فضا قائم ہو۔

٭……ایک خاتون پروفیسر نے سوال کیا کہ جرمنی میں آپ کی کمیونٹی کافی active ہے۔ اب آپ کا آگے کا کیا پلان ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہم تو اس ملک میں بھی اور ساری دنیا میں بھی اسلام کی صحیح، حقیقی تصویر بنانا چاہتے ہیں۔ ہم ایک مشنری آرگنائزیشن ہیں۔ افریقہ میں ہمارے رفاہ عامہ کے کام بہت زیادہ ہیں اور یہاں جرمنی میں کم ہیں۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ ضرورتمندوں کا خیال رکھو، یتیموں کا خیال رکھو۔ تو مشنری ورک، تبلیغ کے کاموں کے علاوہ ہم رفاہ عامّہ کے کام بھی کرتے ہیں۔ چیریٹی واک کے پروگرام بھی ہوتے ہیں اور جو رقوم اکٹھی ہوتی ہیں وہ ہم مختلف Charities میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے قبل ایک آرگنائزیشن ’حلف الفضول‘ کے ممبر تھے۔ یہ آرگنائزیشن مظلوموں، غریبوں، ضرورتمندوں کی مدد کرتی اور ان کو ان کے حقوق دلواتی تھی۔ نبوت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اب بھی یہ آرگنائزیشن والے مجھے بلائیں تو مَیں ان میں شامل ہوں گا تاکہ غریبوں کی مدد کروں۔

٭……ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا آپ کا پاکستان واپس جانے کا کوئی ارادہ اور پروگرام ہے۔ آپ کے لوگ حبّ الوطن ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ملک انتہا پسندوں سے خالی ہو جائے تو احمدی واپس جا سکتے ہیں اور وہاں سیٹل بھی ہو جائیں گے۔ جب تک 1974ء کا قانون موجود ہے پاکستان میں رہنے کے لئے یہ شرط ہو کہ ہم اپنے آپ کو غیر مسلم کہیں تو پھر وہاں رہیں تو یہ ممکن نہیں ہے۔

پاکستان کے وہ لوگ جن کو علم نہیں ہے ملّاں نے ان کو گمراہ کیا ہوا ہے اور ملّاں ان لوگوں کو جماعت کے خلاف بھڑکاتے ہیں، اپنی مساجد میں بھڑکاتے ہیں۔ ملّاں کی ایک سٹریٹ ویلیو ہے اور وہ ملک میں کسی کے خلاف بھی عوام کو بھڑکا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم تو باہم مل کر رواداری اور بھائی چارہ سے رہنا چاہتے ہیں لیکن دوسرے رہنے نہیں دیتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب تک پاکستان میں احمدیوں کے بارہ میں غیر مسلم کا قانون ہے اس ملک میں کبھی تبدیلی نہیں آسکتی۔

٭……ایک پروفیسر نے یہ سوال کیا کہ آپ کی عورتیں آزاد نہیں ہیں، ڈانسنگ کے پروگراموں میں نہیں جاتیں، تھیٹر میں جانے پر پابندی ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تیسرے پوتے کی ولادت باسعادت

احباب جماعت کے لئے یہ خبر یقیناً بے حد خوشی اور مسرت کا باعث ہوگی کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان سے مورخہ 11/جون 2015ء بروز جمعرات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ مدّ ظلہا کو تیسرے پوتے اور محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب اور محترمہ سیدہ ہبۃ الرؤف صاحبہ کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام **عماد معوذ احمد** عطا فرمایا ہے۔

نومولود مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب اور مکرمہ سیدہ امۃ الرؤف صاحبہ بنت مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب و محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ کا نواسہ ہے۔

عزیزم عماد معوذ احمد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ’’اک سے ہزار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں‘‘ کا مصداق ہے۔

ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی طرف سے اور جملہ قارئین کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی، محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب اور آپ کی اہلیہ مکرمہ ہبۃ الرؤف صاحبہ، مکرمہ صاحبزادی امۃ الوارث فرح صاحبہ، مکرم فاتح احمد خان ڈاہری صاحب اور اسی طرح مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب اور آپ کے اہل خانہ اور جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم عماد معوذ احمد سلّمہ اللہ کو دین و دنیا کی لازوال سعادتوں اور اپنے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ نے اپنی اولاد کے لئے کی ہیں۔ آمین۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 355

مکرم محمد امین الحاجی صاحب (1)

مکرم محمد امین الحاجی صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق شام کے دارالحکومت دمشق سے 400 کلومیٹر دور واقع ایک بستی سے ہے۔بچپن سے ہی مجھے دینی کاموں سے لگاؤ اور مذہبی حکایتیں اور واقعات سننے کا بہت شوق تھا۔

ایک ناقابل فراموش رؤیا

دس گیارہ سال کی عمر میں مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ قیامت کا دن آ چکا ہے اور لوگ جمع ہیں۔ایک طرف جنت اور اہلِ جنت ہیں تو دوسری طرف بڑے بڑے دروازوں والی جہنم اور اس میں اہلِ نار نظر آتے ہیں۔میری باری آتی ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرماتا ہے۔میں کہتا ہوں کہ میں اپنے والد کے بغیر جنت میں نہیں جاؤں گا۔اللہ تعالیٰ میری یہ درخواست بھی قبول فرما لیتا ہے اور میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ جنت میں چلا جاتا ہوں اور خوش خوش جنت میں ٹہلنے لگتا ہوں کہ مجھے ایک طرف کچھ لوگ نظر آتے ہیں۔قریب جانے پر معلوم ہوتا ہے کہ لوگ خانہ کعبہ کے اردگرد جمع ہیں۔میرے پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی دیوار کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔مَیں لوگوں کی بھیڑ سے راستہ بناتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہوں۔آپؐ نے خاکی رنگ کا عربی لباس پہنا ہوا ہے۔میں حضورؐ کے قریب کھڑے ہو کر آپؐ کے پُرنور چہرہ مبارک کو دیکھنے لگ جاتا ہوں۔آپؐ میری طرف متوجہ ہو کر مسکراتے ہیں جس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

اس رؤیا کے بعد میں باقاعدگی سے نماز پڑھنے لگ گیا اور رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِی أَمْرِی والی دعا کا ورد بکثرت کرنے لگا۔

دینی تعلیم اور اس سے وابستہ امیدیں

ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں نے شرعی انسٹیٹیوٹ میں داخلہ کے لئے ٹیسٹ دیا اور کامیابی کے بعد مجھے اس میں داخلہ مل گیا۔میری آرزوئیں بہت بلند تھیں۔میں اپنے رؤیا کی بناء پر اعلیٰ دینی و روحانی منازل طے کرنا چاہتا تھا۔میں نے دل لگا کر پڑھا اور اپنے تمام ساتھیوں پر سبقت لے گیا۔میں اساتذہ سے بکثرت سوال کرتا تھا اور میرے اساتذہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں اپنی عمر سے بڑے سوال کرتا ہوں۔بہرحال پہلے سال کے اختتام پر مَیں اپنی کلاس میں فرسٹ تھا۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں مجھے کسی گاؤں میں جا کر تبلیغی و تربیتی کام کرنا تھا۔میں نے سوچا کہ شاید میرا رؤیا اسی طرح پورا ہوگا کیونکہ میں اس کام کی وجہ سے لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاؤں گا اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے کئی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔بہرحال میں نے اپنے علاقے کے معروف طریق کے مطابق ان چھٹیوں میں اجرت پر قرآن کریم پڑھا کر اور دینی تعلیم دے کر اپنی اگلے سال کی پڑھائی کے لئے پیسے اکٹھے کر لئے۔

تہمتِ الحاد اور میری توبہ

شرعی انسٹیٹیوٹ میں پڑھائی کا دوسرا سال شروع ہوا تو علوم دینیہ کے چشمے سے سیرابی کی میری خواہش اور توقعات اور بڑھ گئیں۔اس سال میں نے عقیدہ کے مضمون میں موجود بعض ایسے امور کے بارہ میں ریسرچ کرنے کا ارادہ کیا جو مجھے خلافِ عقل وعلم نظر آتے تھے۔مثلاً ایک درس میں یہ ذکر تھا کہ سائنسدانوں نے چاند پر جَو کو بویا تو وہ اُگ آیا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔میں نے جب یہ سنا تو پڑھانے والے مولوی صاحب سے کہا کہ یہ بے ثبوت بات ہے۔پورا درس ہی اسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے گزر گیا۔بعد میں مَیں نے لائبریری میں جا کر بعض کتب کے مطالعہ سے دو روز میں مدرّس کی بات کے خلاف مفصّل ریسرچ تیار کی اور بے صبری سے عقیدہ کے پیریڈ کا انتظار کرنے لگا۔جب مولوی صاحب آئے تو میں نے اجازت لے کر ساری کلاس کے سامنے اپنی تحقیق پڑھ دی۔جب میں پڑھ چکا تو میرے تمام کلاس فیلوز نے اسے سراہا جبکہ مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد بولے: اس کا مطلب ہے کہ تمہیں خدا کی اس مطلق قدرت پر اعتراض ہے۔میں نے کہا کہ میں آپ کے منطق کی صداقت کا انکار کرتا ہوں، خدا کی قدرت کا انکاری نہیں ہوں۔

مدرّس نے بجائے میری تحقیق کو غلط ثابت کرنے کے مجھے کان سے پکڑا اور گھسیٹتے اور گرجتے ہوئے پرنسپل کے پاس لے جا کر کہنے لگا کہ یہ لڑکا ملحد ہو گیا ہے۔

پرنسپل صاحب کے ساتھ میری دُور کی رشتہ داری بھی تھی اس کے باوجود اس نے اس مسئلہ کی جملہ تفاصیل کو سن کر مدرّس کے کلام کو ہی درست قرار دیا اور میرے تمام دلائل اور تحقیق کو ماننے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم نے معروف دینی مسئلہ یعنی خدا کی قدرت کا انکار کیا ہے اس لئے تمہیں توبہ کرنی ہوگی۔

میں نے جب دیکھا کہ یہ مسئلہ تو میری ننھی سی جان کی برداشت سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور تمام اساتذہ میرے خلاف ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے ہیں تو ان کے ارشاد کے مطابق سب کے سامنے خدا تعالیٰ سے توبہ کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ میں اس طرح کے ’’ملحدانہ‘‘ خیالات کو اپنے قریب نہیں پھٹکنے دوں گا۔

حقیقتِ دین سے دور فرقہ

مَیں نے بظاہر دباؤ میں آ کر مدرّسین کی بات مان لی تھی لیکن ان کے خلاف میرے دل میں بہت غیظ وغضب تھا۔چند دن ہی گزرے تھے کہ مجھے دل کا غبار نکالنے کا مناسب موقع مل گیا۔ہؤا یوں کہ ایک روز فقہ کے استاد نے سبق یاد نہ کرنے پر لڑکوں کو مارنا شروع کر دیا۔وہ بے رحمی سے ان کے منہ پر تھپڑ رسید کرتا جا رہا تھا کہ میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔جب میں نے ایسے موقع پر اُسے حدیث نبوی یاد دلائی تو اس کی غیرت جوش میں آ گئی اور اس نے شدید غصہ میں آ کر پوری قوت سے میرے منہ پر بھی طمانچے مارنا شروع کر دیئے۔مدرّس صاحب کے اس بہیمانہ فعل کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ ان مولوی صاحبان کے قول وفعل میں کھلا تضاد ہے۔یہ جو کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے اور دین کی حقیقت سے جو طبقہ سب سے زیادہ دور ہے وہ فرقۂ مولویاں ہے۔الغرض، عقل سے دور خیالات کے بارہ میں میری معترضانہ طبیعت اور مولویوں کی شدت پسندی و ٹیڑھی منطق کا کوئی جوڑ نہ بن سکا اور دو سال میں تقریبًا میرا تمام مدرّسین کے ساتھ ہی کسی نہ کسی بات پر جھگڑا ہو چکا تھا۔

حضرت مریم اور مقام نبوت

شرعی انسٹیٹیوٹ میں پڑھائی کا تیسرا سال شروع ہؤا تو میری عقل اور سوچ بھی کسی قدر پختہ ہو چکی تھی۔اس سال پڑھائی شروع ہوئی تو عقیدہ کے پیریڈ میں ہمارے مدرس صاحب نے عصمت انبیاء کے درس میں انبیاء کا مقام اور ان کی صفات بیان کیں۔اس کی بیان کردہ صفات حضرت مریم پر بھی صادق آتی تھیں اور مدرس صاحب کے معیار کے مطابق حضرت مریم بھی معصوم نبی ٹھہرتی تھیں۔میں نے اس کے بارہ میں ایک ہفتہ لگا کر اچھی طرح ریسرچ کر کے تیاری کر لی اور جب اگلے ہفتے عقیدہ کا استاد آیا تو میری اس سے یہ گفتگو ہوئی:

محمد امین: کیا عام انسانوں کو بھی وحی ہو سکتی ہے؟

استاد صاحب: ہرگز نہیں۔

محمد امین: پھر یہ وحی کن پر نازل ہوتی ہے؟

استاد صاحب: صرف انبیاء پر۔

محمد امین: اصطفاء کا معنی کیا ہے؟

استاد صاحب: خدا تعالیٰ کا کسی کو چن لینا۔

محمد امین: خدا تعالیٰ کن کو چنتا ہے؟

استاد صاحب: صرف انبیاء کو۔

محمد امین: اللہ تعالیٰ حضرت مریم کے بارہ میں قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چن لیا۔پھر اس سے وحی کے ذریعہ کلام فرمایا۔آپ کے جوابات کی بناء پر مَیں کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مریم بھی نبی تھیں کیونکہ نبیوں کے بارہ میں آپ کی بیان کردہ جملہ شرائط حضرت مریم میں پائی جاتی ہیں۔

یہ سن کر استاد صاحب کچھ دیر تو خاموش رہے پھر مجھ پر برس پڑے اور مجھے پرنسپل صاحب کے پاس لے گئے۔جہاں پر وعظ و نصیحت کے ذریعہ میری اصلاح کی کوشش کی گئی۔پھر ایسے موضوعات دیگر طالبعلموں کے سامنے نہ چھیڑنے کی مجھے تلقین کی گئی۔

جب میں نے یہ کہا کہ ہمارے عقیدہ کے کورس میں ایسے امور کا بیان کیوں کیا جاتا ہے جو قرآنی آیات سے متصادم ہیں تو ان کی نصائح کا رخ بدل گیا۔ایک گھنٹہ کی کوشش کے بعد جب وہ میرے دلائل کا خاطر خواہ جواب نہ دے سکے تو انہوں نے اگلے روز تمام اساتذہ اور تمام طلباء کی میٹنگ بلا لی جن کے سامنے میرا جرم اور اس کے مطابق سنگین سزا کا کوئی فیصلہ سنایا جانا تھا۔

فردِ جرم اور سزا کا اعلان

اگلے روز تک میرے بارہ میں مشہور کر دیا گیا کہ یہ ملحدانہ خیالات رکھتا ہے اور عورت کے حقوق کا اس قدر حامی ہے کہ اس کے نزدیک عورت کو نبوت بھی مل سکتی ہے۔چنانچہ اگلے روز سب اساتذہ اور طلباء کے سامنے میرے بارہ میں یکطرفہ فیصلہ سنایا گیا جس کی تفصیل یہ ہے:

☆ سالانہ امتحان میں میرے کریکٹر کے 10 نمبر ابھی سے کاٹ لئے گئے۔

☆ سب کے سامنے میرے سر کے بال مونڈ دیئے گئے۔

☆ پھر کرسی پر بٹھا کر میرے پاؤں اور ہاتھوں پر 40 چالیس ڈنڈے مارے گئے۔

☆ تین دن تک مجھے سکول سے اخراج کی سزا دی گئی۔

☆ میرے والد صاحب کو مدرسہ میں بلوا کر یہ وعدہ کرنے کا کہا گیا کہ آئندہ ان کا بیٹا سکول میں ایسے موضوعات کو ہوا نہیں دے گا جن کا شمار متشابہات میں ہوتا ہے۔

اتنی ساری سزاؤں کے بعد میں نے خود کو یہ کہہ کر سمجھا لیا کہ اگر مجھے اپنی اور اپنے گھر والوں کی عزت عزیز ہے تو پھر اپنی زبان بند ہی رکھنی ہوگی اور خاموشی سے باقی سالوں کی پڑھائی مکمل کرنی ہوگی۔

اجرت اور اجر کی تمنا

تین سال شرعی انسٹیٹیوٹ میں گزارنے کے بعد پڑھائی مکمل کرنے کے لئے ہمیں دمشق بھیج دیا گیا۔یہاں آ کر میرے دل نے بہت چاہا کہ کوئی ایسا شخص تلاش کیا جائے جو میری بات سنے اور اس کا جواب دے۔لیکن گزشتہ واقعات کی روشنی میں عافیت اسی میں سمجھی کہ چُپ چاپ پڑھائی مکمل ہو جائے تا میں مولوی کی ڈگری لے لوں اور پھر اس ڈگری کے ذریعہ دین ودنیا کی خیر حاصل کر سکوں۔میری اس سوچ کے پیچھے ہمارے ہاں ایک مشہور جملہ تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ’مولوی اس دنیا میں اجرت اور آخرت میں اجر کا حقدار ہوتا ہے‘۔

زیارتِ رسولؐ اور شفا

پڑھائی کے چوتھے سال ایک بار مجھے شدید نزلہ کی شکایت تھی جب میں نے رؤیا میں دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ایسے لگتا تھا جیسے ہم کسی غزوہ میں ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن حملہ کرتے ہیں، اسلامی لشکر تتر بتر ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد دفاع کرنے والے مسلمانوں کی تعداد بہت کم رہ جاتی ہے۔مَیں کبھی پہاڑ پر چڑھ کر بھاگنے والوں کو پکارتا ہوں تو کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آتا ہوں تا آنکہ اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو فتح عطا فرماتا ہے۔اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال شفقت سے مجھ سے میرا حال دریافت فرماتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ بیمار ہوں۔آپؐ میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتے ہیں اور پھر وہاں سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو پسینے میں شرابور تھا اور نزلہ اور اس سے متعلقہ عوارض کا نام ونشان تک نہ تھا۔اس رؤیا کے بعد میں نے حق اور اہل حق کی تلاش کرنے کے مشکل سفر کی ابتدا کی۔میرا میلان صوفی ازم اور اس طرح کی دیگر جماعتوں کی طرف تھا۔اب میں گرمیوں میں بکثرت سفر کرتا اور مختلف جماعتوں سے ملتا، کئی کئی دن ان کی صحبت میں گزارتا اور خدا تعالیٰ سے اپنی ہدایت کے لئے دعائیں کرتا۔جب بھی میں کسی جماعت کے پاس جاتا تو شروع میں سمجھتا کہ یہی وہ جماعت ہے جس کی مجھے تلاش تھی جس کے ساتھ مل کر میں نصرتِ حق کے لئے جہاد کروں گا لیکن چند روز کے بعد میرا یہ گمان غلط ثابت ہو جاتا اور میں کسی اور جماعت کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا۔

............(باقی آئندہ)

روزے کی غرض و غایت

خلفائے احمدیت کے فرمودات سے انتخاب

مرتّبہ: فرخ راحیل۔مربیّ سلسلہ

رمضان کے مبارک مہینہ میں لوگوں کے ذہنوں میں کئی سوالات گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ اس کا کیا مقصد ہے؟ وغیرہ۔ ان سوالات کے جوابات خلفاءِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف موقعوں پر نہایت واضح، آسان فہم اور مدلّل طور پر بیان فرمائے ہیں۔

ذیل میں چند اقتباسات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن سے مذکورہ بالا سوالات کے جوابات نیز چند اَور سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں۔

....

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرۃ: 184)

ترجمہ: اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کردیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

....

روزہ کی غرض متقی بنانا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۞......"احکام الٰہیہ انسان کے نفع کے لئے ہیں۔یعنی ان کی غرض انسان سے کچھ لینا نہیں ہوتا۔ بلکہ کچھ دینا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں بھی ......روزوں کے فرض کرنے کی وجہ بتائی گئی کہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ متقی ہوجاؤ۔روزہ سے تم لوگوں کا متقی بنادینا غرض ہے۔"

(خطبات محمود جلد7 صفحہ 269۔خطبہ جمعہ فرمودہ 12 رمئی 1922ء)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ روزہ رکھنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۞......"روزوں کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کو دو چیزوں کی بہت ضرورت ہے۔ایک بقاءِ شخصی کے لئے غذا کی۔ دوم بقاءِ نوعی کے لئے بیوی کی۔اب دیکھو انسان گھر میں تنہا بیٹھا ہے۔ پیاس بڑی شدّت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دودھ موجود ہے، برف موجود ہے۔شربت حاضر ہے کوئی روکنے والا بھی نہیں مگر پھر بھی سچّا روزہ دار مطلق ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ تک نہیں کرتا۔اِسی طرح بیوی پاس ہے کوئی چیز مانع بھی نہیں مگر پھر بھی وہ اس سے محترز ہے۔ یہ کیوں؟ محض اِس لئے کہ روزہ دار ہے اور اس کے مَولیٰ کا حکم ہے کہ ان دونوں چیزوں سے رکا رہے۔ یہ مشاقی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ باوجود سامانوں کے مہیّا ہونے اور ضرورت کے ہم اُن چیزوں سے رُکے رہیں جن سے رُکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔"

فرمایا: "اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے اسی لئے فرمایا: لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 301۔302)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

۞......"سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ بتاتا ہے کہ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔......کیونکہ روزوں کا نتیجہ تقویٰ ہے اور تقویٰ کی تعلیم سب سے زیادہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس لئے ضرور تھا کہ پہلوں سے زیادہ شان کے ساتھ تم پر روزے فرض کئے جاتے۔"

(خطبات طاہر جلد2 صفحہ 316۔خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رجون 1983ء)

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے ایک اور معنی بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا: "تاکہ تم تقویٰ کی باریک راہیں اختیار کرو اور تقویٰ کے اعلیٰ مضامین سمجھو۔"

(خطبات طاہر جلد5 صفحہ 386۔خطبہ جمعہ فرمودہ 30 رمئی 1986ء)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۞......"روزے اس لئے مقرر فرمائے ہیں کہ تم اُن اشیاء کے حملوں سے بچ جاؤ جو خدا سے ناراضگی بڑھاتی ہیں یا اپنے نفسوں کی ایسی اصلاح کرو کہ خدا کی ناراضگی کے اسباب دُور ہوجائیں یا یہ کہ ایسے سامان جو خواہ بیرونی ہوں یا اندرونی جن سے خدا ناراض ہوتا ہے ان سے بچ جاؤ۔ یہ تقویٰ اللہ ہے۔"

(خطبات محمود جلد7 صفحہ 270۔خطبہ فرمودہ 12 رمئی 1922ء)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزوں کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۞......"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزوں کی فرضیت اور بعض چیزوں سے بھی پرہیز اس لئے ہے تاکہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔......اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ گناہوں سے بچو، گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو اور اس طرح بچو جس طرح کسی ڈھال کے پیچھے چُھپ کے بچا جاتا ہے۔ اور انسان جب کسی چیز کے پیچھے چُھپ کر بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں ایک خوف بھی ہوتا ہے۔جس حملے سے بچ رہا ہوتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے وہ پیچھے چھپتا ہے۔ تو فرمایا کہ روزے رکھو اور روزے رکھنے کا جو حق ہے اس کو ادا کرتے ہوئے رکھو تو تقویٰ میں ترقی کرو گے۔ ورنہ ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں بھوکا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم نے جو غلطیاں اور گناہ کئے ہیں ان کے بدنتائج سے بچنے کے لئے میں نے ایک راستہ تمہارے لئے بنایا ہے تاکہ تم خالص ہوکر دوبارہ میری طرف آؤ۔ اور ان روزوں میں، رمضان میں روزہ رکھنے کا حق ادا کرتے ہوئے میری خاطر تم جائز باتوں سے بھی پرہیز کر رہے ہوتے ہو اور تمہاری اس کوشش کی وجہ سے مَیں بھی تم پر رحمت کی نظر ڈالتا ہوں اور شیطان کو جکڑ دیتا ہوں۔ تاکہ تم جس خوف کی وجہ سے روزہ رکھتے ہو اور روزہ رکھتے ہوئے اس ڈھال کے پیچھے آتے ہو، تقویٰ اختیار کرتے ہو تاکہ اس میں تم محفوظ رہو، اور تمہیں شیطان کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ تو فرمایا کہ یہ تقویٰ جو ہے، یہ ڈھال جو ہے، یہ شیطان کے حملوں سے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش جو ہے، یہ تمہارے روزے رکھنے کی وجہ سے تمہاری حفاظت کر رہی ہے۔ اس لئے ایک مجاہدہ کرکے جب تم اس حفاظت کے حصار میں آگئے ہو تو اب اس میں رہنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔ اب اس حصار کو، اس تقویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ اور جو پہلے ہی نیکیوں پر قائم ہوتے ہیں وہ روزوں کی وجہ سے تقویٰ کے اور بھی اعلیٰ معیار حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب پانے والے بنتے چلے جاتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روزہ صرف اتنا نہیں ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیا تو تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہوجائیں گے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ روزے کے ساتھ بہت ساری برائیوں کو بھی چھوڑنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی پہلے سے بڑھ کر کرنی ہوگی تبھی تقویٰ بھی حاصل ہوگا اور اس میں ترقی بھی ہوگی۔"

(الفضل انٹرنیشنل 29 راکتوبر 2004ء۔خطبہ جمعہ فرمودہ 15 راکتوبر 2004ء)

....

صلوٰۃ کا حُکم کرنے سے تعلق رکھتا ہے اور صوم کا حُکم رُکنے سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۞......"کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بعض کام کئے جاتے ہیں اور بعض نہیں کئے جاتے۔ مثلاً ہم اپنے ماں باپ کو خوش کرتے ہیں تاکہ ہمارے اور ان کے تعلقات مضبوط ہوں۔مگر وہ تب خوش ہوں گے جب ہم ان کے لئے بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ پھر ہمارا اپنا نفس ہے اس کی تندرستی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ بعض چیزیں ہم کھائیں اور ایک خاص مقدار میں کھائیں اور بعض نہ کھائیں۔ جو کھانے والی ہیں۔ اگر مقررہ مقدار سے کم کھائیں گے تو ہماری تندرستی قائم نہیں رہے گی۔ اور جو نہیں کھانے والی وہ اگر کھائیں گے تو بھی صحت نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوستوں، حاکموں، آقاؤں کے ساتھ کرتے ہیں کہ بعض باتیں ان کی خاطر کی جاتی ہیں اور بعض ان کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔......اسی طرح خدا سے تعلق تب مضبوط ہوسکتا ہے کہ بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ کرنے کے کام حرکت چاہتے ہیں اور نہ کرنے کے سکون۔ ان دونوں باتوں اور حالتوں کو پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں احکام دیئے ہیں۔ جن میں سے ایک صلوٰۃ (نماز) ہے اور دوسرا صوم۔

صلوٰۃ کے فعل میں حرکت پائی جاتی ہے۔ اور صوم کے معنی میں رُکنا پایا جاتا ہے۔ نماز قائم مقام ہے ان باتوں کی جو کرنے کی ہیں۔ اور روزہ قائم مقام ہے ان باتوں کا جو نہ کرنے کی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس یہی دو احکام ہیں۔ شریعت کے احکام تو بہت ہیں مگر یہ دونوں احکام دونوں قسم کے احکام کے لئے مرکزی نقطہ اور قائم مقام ہیں۔ **یعنی کرنے کے احکام صلوٰۃ کے ماتحت آجاتے ہیں اور نہ کرنے کے احکام صوم کے ماتحت۔ اور ان دونوں سے تقویٰ اللہ پیدا ہوتا ہے۔ جب تک یہ دونوں طرح کے احکام نہ بجا لائے جائیں تقویٰ اللہ نہیں پیدا ہوسکتا۔** نماز پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ مَیں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں اور روزے رکھنے کا یہ مدعا ہے کہ مَیں خدا کے حکم کے ماتحت یہ کام چھوڑتا ہوں۔......روزے میں حکم ہوتا ہے کہ یہ کرو وہ نہ کرو۔ مثلاً حکم ہوتا ہے کہ روٹی نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو۔ بیوی خاوند کے تعلقات کے پاس نہ جاؤ۔ اور نماز میں حکم ہوتا ہے: وضو کرو اور اس طرح کرو۔ کھڑے ہوجاؤ اور یوں کھڑے ہو اور فلاں سمت کو کھڑے ہو۔ جھکو اور یوں جھکو وغیرہ۔ گویا نماز میں کرنے اور روزہ میں نہ کرنے کا حکم ملتا ہے۔

جس طرح نماز میں اللہ نے یہ بتایا کہ جو کرو ہمارے حکم سے کرو۔ اسی طرح روزہ میں حکم دیا کہ جو کچھ نہ کرو ہماری ممانعت سے نہ کرو۔ اس طرح کوئی انسانی فعل نہیں جو خدا کے تصرف سے باہر رہتا ہو۔ انسان جو کام کرے خدا کے امر کے ماتحت اور جو نہ کرے وہ خدا ہی کی نہی کے ماتحت۔ اس طرح انسان کے تمام اعمال کو خدا کے تصرف کے نیچے لایا گیا ہے۔ **پس انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر یہ عادت اور یہ قدرت پیدا کرے کہ وہ جو کام کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے اور جس سے باز رہتا ہے خدا کے حکم سے باز رہتا ہے۔ نماز اور روزہ اس بات کی مشق کے لئے ہیں۔......نماز سے غرض نماز کی مشق نہیں بلکہ خدا کے لئے کام کرنے کی مشق ہے کہ جو کام کرے خدا کے لئے کرے۔ اور روزہ سے یہ غرض ہے کہ جو کام چھوڑے وہ خدا کے لئے چھوڑے اور اس کو آئندہ جو کام بھی کرنا پڑے یا چھوڑنا پڑے خدا ہی کی رضا کے لئے کرے یا چھوڑے۔ روزہ کی مشق میں خدا کے لئے کاموں سے رُکنے کی مشق کرانا مدّنظر ہے اور نماز میں خدا کے لئے کام کرنے کی مشق کرانا مدّنظر ہے۔**

(خطبات محمود جلد7 صفحہ 270۔ 274 خطبہ جمعہ فرمودہ 12 رمئی 1922ء)

....

نماز و روزہ عبادات کی اصل اطاعت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۞......"عبادت کے معنے ہیں عاجزی، انکساری سے فرمانبرداری کرنا۔ عبادت کے مفہوم میں اس نکتہ کو ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ نماز اور روزہ اور دیگر معروفہ عبادات جس ہیئت اور طرز سے ادا کی جاتی ہیں اس کے خلاف ہیئت اختیار کرنے سے ممکن نہیں کہ ان پر ثواب ملے یا رضائے الٰہی کا موجب ہوں۔ مثلاً یہ روزہ جو کہ ہم رکھتے ہیں اگر ایک خاص وقت تک کھانے پینے سے باز رہنے کا نام ہے تو ضرور ہے کہ ہم جمعہ کو یا عید کے دن بھی روزہ رکھ لیا کریں تو ثواب ملے۔ لیکن ان ایّام میں روزہ رکھنے سے تو ثواب کی بجائے عذاب ہوتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مُطلق روزہ اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر نماز بہ ایں ہیئت کہ ہم ادا کرتے ہیں اگر عبادت ہے تو فجر کی دو رکعت کی بجائے اگر تین یا چار پڑھ لیں تو بھی ثواب ہونا چاہئے بلکہ زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ محنت زیادہ ہوئی۔ وہی کلمات ہیں جن کی تکرار کثرت سے کی گئی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ دو کے بجائے چار تو درکنار صرف ایک رکن نماز ہی بڑھا دینے سے نماز باطل ہوکر موجب عذاب ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نماز مطلق اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔ پھر ہم معاشرت کو دیکھتے ہیں کہ وہی چھل پہل اور محبت اور پیار اور راز و نیاز کی باتیں اور معاشرت کی حرکات ہیں کہ جب انسان اپنی منکوحہ بیوی سے معاشرہ کرتا ہے تو ثواب پاتا ہے لیکن جب ایک نامحرم عورت سے کرتا ہے تو عذاب کا مستحق ہے حالانکہ عورت ہونے میں تو بیوی اور نامحرم ایک ہی ہیں اور وہی حرکات ہیں۔ تو ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز روزہ معاشرت اور دیگر عبادات شرعیہ مطلق اپنی ذات اور ہیئت کے لحاظ سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ اس لئے عبادت کا لفظ ان پر آتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے کی جاتی ہیں اور جب ان میں ایک ذراسی بات بھی اپنی طرف سے ملادی جاوے تو پھر یہ عبادت نہیں رہتیں۔ اور اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ عبادت کے معنے اصل میں اطاعت کے ہی ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 16۔17)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے یہ جلسے منعقد ہونا جماعت احمدیہ کے اہم پروگراموں کا ایک اہم حصہ ہے۔

آج جن ممالک کے جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک غلام اور خلیفہ شامل ہوتا ہے اس میں شمولیت کے لئے لوگ دوسرے ممالک سے خرچ کر کے بھی پہنچ جاتے ہیں

ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جلسے پر شمولیت ہمیں ہماری کمزوریوں کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے ہمارے اندر انقلاب لانے والی ہو۔

اس بات پر نظر رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے انعقاد کے مقاصد کے لئے بیان فرمائی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق اور اپنی زندگیوں کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالنا۔ اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشش۔

یہاں آنے والوں کو ایک تو ذکر الٰہی کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اور دوسرے یہ ہر وقت ذہن میں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان نیکیوں کو حاصل کرنے اور اپنانے والے بنیں اور پھر انہیں مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے بنیں جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

جب ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کریں گے اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کریں گے تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے پیغام کو حقیقی رنگ میں دنیا کو پہنچانے کا حق ادا کرنے والے بن سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ہمیں خالص ہو کر اس کی عبادت بھی کرنی ہوگی اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا اور لاکھوں انسانوں کی کایا پلٹ کر بتایا کہ یوں نئی زمین اور نئے آسمان بنتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ آپ کی جماعت کا حصہ بن کر، آپ علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہم کیا کوشش کر رہے ہیں کہ ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کریں۔ کیا ہمارے نفسوں میں اتنا تغیر اور تبدیلی پیدا ہو گئے ہیں کہ لوگ کہہ اٹھیں کہ یہ تو بالکل بدل گئے ہیں۔ انہوں نے نیا آسمان اور نئی زمین بنا ڈالی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 05 / جون 2015ء بمطابق 05 احسان 1394 ہجری شمسی بمقام کالسروئے جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے یہ جلسے منعقد ہونا جماعت احمدیہ کے اہم پروگراموں کا ایک اہم حصہ ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ہندوستان کے رہنے والے احمدیوں کے لئے بھی قادیان جلسے کے لئے آنا کرایوں وغیرہ کے اخراجات کی وجہ سے بہت مشکل تھا بلکہ بعض کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو تحریک فرمائی کہ سال بھر اس مقصد کے لئے کچھ نہ کچھ جوڑتے رہیں تا کہ جلسہ سالانہ کے لئے زادِ راہ میسر آ جائے۔

(ماخوذ از آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352)

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی یافتہ ممالک میں بلکہ بعض ایسے ممالک بھی جہاں جماعتیں بڑھی ہیں جو جلسے منعقد ہوتے ہیں ان میں شامل ہونے والوں کی اپنی سواریوں اور کاروں کی تعداد ہی اتنی ہوتی ہے کہ انتظامیہ کو کار پارکنگ کے لئے جو انتظام کرنا پڑتا ہے وہ بھی ایک محنت طلب کام ہے اور خاص طور پر کرنا پڑتا ہے۔ آپ میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جن کے آباؤ اجداد جلسے میں اپنے پر تنگی وارد کر کے اور تکلیف اٹھا کر جاتے ہوں گے۔ بعض حسرت اور خواہش رکھنے کے باوجود کہ ہر سال جلسے میں شامل ہوں لیکن ان کے لئے ممکن نہ ہو سکتا ہوگا۔ لیکن کبھی آپ میں سے کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ اتنی آسانیاں میسر آنے کے بعد، کشائش پیدا ہونے کے بعد جو آپ کو سفر کی سہولتیں اور توفیق ملتی ہے کیا یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بنانے اور ایمان میں بڑھانے کا باعث بنی ہیں؟ کیا جو ایمان ہمارے بڑوں کا تھا اور جو تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا تھا اس معیار پر ہم بھی پہنچے ہیں۔ بعض اس زمانے کے بزرگوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پانے کے باوجود، آپ کو ماننے کے باوجود، خواہش کے باوجود جیسا کہ میں نے کہا ہے مالی روکوں کی وجہ سے سفر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن آج جن ممالک کے جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک غلام اور خلیفہ شامل ہوتا ہے اس میں شمولیت کے لئے لوگ دوسرے ممالک سے خرچ کر کے بھی پہنچ جاتے ہیں۔ میرے سامنے بھی کئی بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جاننے کے لئے ایسے لوگ بھی دوسرے ممالک سے شامل ہونے کے لئے آ جاتے ہیں جو ابھی آپ پر ایمان نہیں لائے۔ پس یہ بات جہاں اس لحاظ سے خوش کن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حالات بدل دیئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے وہاں ان بزرگوں کی اولادوں کے لئے اپنے جائزے لینے کی طرف متوجہ ہونے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہم اپنے تعلق باللہ، اپنے ایمان اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کی پابندی کرنے کے لحاظ سے کس مقام تک پہنچے ہیں۔ اگر ہمارے خاندانوں میں ہمارے بزرگوں کے

نیکی کے معیاروں کے مقابلے میں تیزی سے تنزّل ہو رہا ہے تو ہماری حالت قابل فکر ہے۔ ہماری کشائش اور ہماری کُھل بے فائدہ ہے۔ ہم دنیا تو کما رہے ہیں لیکن ہمارا دین کا خانہ خالی ہو رہا ہے اور ایسے حالات میں پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان دنیا کے دھندوں میں غرق ہو کر خدا تعالیٰ سے بالکل ہی تعلق ختم کر دیتا ہے اور یوں خدا تعالیٰ کی نظر سے گر کر شیطان کی جھولی میں جا گرتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کا جلسہ پر آنا صرف ایک رسم بن جاتا ہے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جلسے پر شمولیت ہمیں ہماری کمزوریوں کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے ہمارے اندر انقلاب لانے والی ہو۔ ہمیں خدا تعالیٰ کا شکرگزار بنانے والی ہو۔ ہماری کشائش ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی ہو۔ ہم ہمیشہ یہ دعا اور کوشش کرتے رہنے والے ہوں کہ ہم یا ہماری نسلیں کبھی خدا تعالیٰ کے غضب کا مورد نہ بنیں۔ ہم اپنے بزرگوں کی خواہشات اور دعاؤں کا وارث بننے والے ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو جماعت کو وسعت مل رہی ہے۔ جماعت دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہے، اللہ تعالیٰ جو لوگوں کے دلوں کو کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کی شمال سے بھی، جنوب سے بھی، مشرق سے اور مغرب سے بھی لوگوں کو توفیق دے رہا ہے، جو لوگ جماعت میں اپنے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے شامل ہو رہے ہیں، اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں وہ اس جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرنے والے بھی بنیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کے دل کھلیں مزید کھلتے چلے جائیں۔ اس بات پر نظر رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے انعقاد کے مقاصد کے لئے بیان فرمائی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق اور اپنی زندگیوں کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالنا۔ اپنے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشش۔ یہ تمام باتیں اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ڈھالنے اور ایک قربانی کا مطالبہ کرتی ہیں۔

پس یہ جلسہ نہ کوئی دنیاوی میلہ ہے نہ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں آنے والوں کو ایک تو ذکر الٰہی کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اور دوسرے یہ ہر وقت ذہن میں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان نیکیوں کو حاصل کرنے اور اپنانے والے بنیں اور پھر انہیں مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے بنیں جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

ذکر الٰہی کے ضمن میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مجالس میں بیٹھنے والوں کا ذکر چاہے اپنے اپنے رنگ میں ہو رہا ہو الگ الگ انفرادی طور پر ہر کوئی کر رہا ہو جماعتی رنگ رکھتا ہے اور جہاں انسان کی ذات کو اس سے فائدہ ہو رہا ہوتا ہے وہاں جماعتی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

پس جلسے کی کارروائی سنتے ہوئے، چلتے پھرتے ان دنوں کو ذکر الٰہی میں گزاریں اور پھر یہ بھی فائدہ ہے کہ جب انسان ذکر کر رہا ہوتا ہے، ایسی مجلس ہوتی ہے تو دوسروں کو بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر وہ بھی اپنے ان دنوں کو بامقصد بنانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ بے مقصد مجالس لگائی جائیں بے مقصد گفتگو کی جائے ان دنوں کو ہر ایک کو بامقصد بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان دنوں کی عادت کا اثر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعد میں بھی کچھ عرصے تک تو رہتا ہے اور اگر انسان کی توجہ رہے تو پھر لمبا عرصہ رہتا ہے۔

پس یہ جلسہ سالانہ کی برکات میں سے ہے کہ ایک شخص کی دعائیں اسے خود بھی فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہیں اور جماعت کی مجموعی ترقی کا بھی باعث بن رہی ہوتی ہیں اور اسی طرح دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے اور جلسے کے مقاصد کو حاصل کرنے کا باعث بنا رہی ہوتی ہیں۔

پس اپنے ان دنوں کو ہر شامل ہونے والے کو اس طریق پر گزارنا چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا اور ہم سے توقع رکھی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کریں اور دوسرے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی محبت سے بھریں۔ اپنے بھائیوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں۔ یہاں جلسے پر آ کر اگر کسی میں رنجشیں بھی ہیں تو ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کریں گے اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کریں گے تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے پیغام کو حقیقی رنگ میں دنیا کو پہنچانے کا حق ادا کرنے والے بن سکیں گے۔ لیکن ان تمام راستوں سے گزرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ محنت شرط ہے۔ یہ جلسے اسی لئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ روحانی ماحول سے، نیکی کی باتیں سننے سے، ذکر الٰہی کرنے سے ہم میں وہ عادتیں مستقل پیدا ہو جائیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’یہ دنیا چند روزہ ہے اور ایسا مقام ہے کہ آخر فنا ہے۔ اندر ہی اندر اس فنا کا سامان لگا ہوا ہے۔ وہ اپنا کام کر رہا ہے مگر خبر نہیں ہوتی۔ اس لئے خدا شناسی کی طرف قدم جلد اٹھانا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا مزا اُسے آتا ہے جو اُسے شناخت کرے۔ اور جو اس کی طرف صدق و وفا سے قدم نہیں اٹھاتا اُس کی دعا کھلے طور پر قبول نہیں ہوتی اور کوئی نہ کوئی حصہ تاریکی کا اسے لگا ہی رہتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف ذرا سی حرکت کرو گے تو وہ اس سے زیادہ تمہاری طرف حرکت کرے گا۔ لیکن اوّل تمہاری طرف سے حرکت کا ہونا ضروری ہے۔‘‘

پھر فرمایا: ’’بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے سب نیکیاں کیں۔ نماز بھی پڑھی، روزے بھی رکھے، صدقہ و خیرات بھی دیا، مجاہدہ بھی کیا مگر ہمیں وصول کچھ نہیں ہوا۔ تو ایسے لوگ شقی ازلی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انہوں نے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے کئے ہوتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کیا جاوے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ضائع ہو اور خدا تعالیٰ اس کا اجر اسی زندگی میں نہ دیوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 229-230۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

پس اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ہمیں خالص ہو کر اس کی عبادت بھی کرنی ہوگی اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ ہمارا کام اگر خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوگا تو ہم اس کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں گے۔ ہمیں دنیاوی تاریکی سے نکل کر خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ وہ ہماری اصلاح کے لئے اپنے فرستادے، اپنے پیارے بھیجتا رہتا ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے بھی اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو مانا جنہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین کی محبت کے اسلوب سکھائے اور ان پر چلنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جنہوں نے ہمیں مخلوق کے حق اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ جنہوں نے ہمیں فردی اور اجتماعی برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔ قومی برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔ انفرادی برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔ عملی اور اعتقادی حالتوں کو درست کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

پس اگر ہم آپ کی بیعت میں آ کر پھر بھی ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے تو ہم اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے۔ انبیاء آتے ہیں اپنے ماننے والوں میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے۔ ان کی حالتوں کو بالکل مختلف صورت دینے کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے کشفاً دکھایا کہ آپ نے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ آؤ انسان کو پیدا کریں۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 154 ایڈیشن چہارم 2004ء بحوالہ چشمہ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 375-376 حاشیہ)

یہ نئی زمین اور نیا آسمان بنانا اور انسان پیدا کرنا وہ انقلاب ہے جو آپ نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنا تھا۔ نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کا سب سے بڑھ کر اور کامل اور مکمل اظہار تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نظر آتا ہے۔ آپ نے کس طرح نئی زمین اور نیا آسمان بنایا کہ توحید کے دشمنوں کو توحید پر قائم کر دیا۔ وہی جو بتوں کو پوجنے والے تھے اور ایک خدا کے انکاری تھے وہ اَحد اَحد کہہ کر ہر طرح کے ظلم سہتے رہے۔ جو توحید کے قیام کے لئے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن توحید سے انکار نہیں کیا۔ جن کو خدا تعالیٰ کا تصور ہی نہیں تھا ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اس طرح اترا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی مادی کھانے سے زیادہ ان کی غذا بن گئی۔ انہوں نے دن کو روزوں اور راتوں کو نوافل میں گزارنا شروع کر دیا۔ ان کی عورتوں نے بھی عبادت کے شوق اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کے لئے رات کی اپنی نیندوں کو حرام کر دیا اور عبادت کی خاطر اپنی نیندوں کو دور کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کرنے کی کوشش کی۔ ایک صحابیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے ایک رسّی چھت سے لٹکائی ہوئی تھی جس کو پکڑ لیتی تھیں یا جس کے جھٹکے سے آپ ہوشیار ہو جاتی تھیں۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

(صحیح بخاری کتاب التہجد باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ حدیث1150)

ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا معیار یہ تھا کہ اپنی جائیدادیں تک اپنے بھائیوں کو دینے کے لئے تیار تھے بلکہ پیش کیں۔ لیکن دوسری طرف جن کو پیش کی گئی تھیں ان میں بھی ایک انقلاب آ چکا تھا۔ انہوں نے شکریہ کہہ کر یہ کہا کہ یہ تمہاری چیز تمہیں مبارک ہوں۔ ہمیں بازار کا رستہ بتا دو۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب ماجاء فی قول اللّٰہ عز و جل حدیث2049)

کسی کے محتاج ہونے سے بہتر ہے کہ خود کما کر کھاؤں۔

سچائی اور ایمانداری کے معیار یہ قائم ہوئے کہ ایک مسلمان سو دینار کا ایک گھوڑا دیہات سے خرید کر لایا۔ جب وہ گھوڑا فروخت کے لئے بازار میں آیا تو دوسرے مسلمان نے کہا کہ یہ گھوڑا بہت اچھا ہے اس کی میرے نزدیک قیمت دو سو یا تین سو دینار ہے۔ مالک کہتا ہے کہ اس گھوڑے کی قیمت سو دینار ہے میں زیادہ رقم کس طرح لے سکتا ہوں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد14 صفحہ 318)

وہ لوگ جو مال سے محبت کرتے تھے اور زیادہ کمانے کے لئے دھوکے سے بھی مال وصول کر لیا کرتے تھے وہ لوگ سچائی کے اس معیار تک پہنچے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اتنے پیسے کس طرح لے سکتا ہوں۔ تو یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ایسے اعلیٰ معیار پیش کئے۔ یہ وہ تغیر اور تبدیلی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی۔ پھر عورت کو حقوق دلائے۔ اس کو عزت دلائی۔ اس کی عزت قائم کی۔ اسے معاشرے میں ایک مقام دلایا۔ ایسے معاشرے میں جہاں عورت کی کوئی عزت نہیں تھی یہ بہت بڑی بات تھی بلکہ اب تک ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ اس بارے میں آج کے معاشرہ اور پہلے معاشرہ کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک حقیقت بیان فرمائی ہے۔ آج کا مَرد معاشرہ بڑا نعرہ لگاتا ہے کہ ہم نے عورت کو حقوق دیئے اور یہ حقیقت ہے کہ پہلے معاشرے میں مرد عورت کو ستاتا تھا، مارتا پیٹتا تھا اور سمجھتا تھا کہ مار پیٹ جائز ہے اور آج بھی حسب سابق مرد عورت کو ستاتا اور پیٹتا ہے۔ یورپ میں بھی ایسا ہوتا ہے اور دوسرے ممالک جو عورت کی آزادی کے بڑے نعرے لگاتے ہیں ان میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ بعض وکیل میرے سامنے بیٹھے ہوں گے ان کو پتا ہے کہ ایسے کیس آتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اب مرد یہ کہتا ہے کہ عورت کو ستانا اور پیٹنا جائز نہیں۔ پہلے ستاتا بھی تھا، پیٹتا بھی تھا، مارتا بھی تھا، حقوق غصب کرتا تھا لیکن جائز سمجھ کر۔ اب یہ سب کچھ کرتا ہے اور ساتھ نعرہ لگاتا ہے کہ یہ جائز نہیں۔ عمل وہی ہے لیکن ظاہری اقرار بدل گئے ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد14 صفحہ 316-317)

تو ہر میدان میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک انقلاب پیدا ہوا ہوا نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا کہ جانوروں سے بدتر انسانوں کو انسان بنایا۔ پھر تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ پھر باخدا انسان بنایا۔ (ماخوذ از لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 206) تو یہ ایک عظیم معجزہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آیا۔ ان باخدا انسانوں نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنا شروع کر دیا۔ پس یہی نئی زمینیں اور نیا آسمان تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے بنا اور اس زمانے میں آپ کے غلام صادق کو خدا تعالیٰ نے کہا کہ نئی زمین اور نیا آسمان بناؤ۔ کیا جو حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کے تھے یا جو حالت روحانی اور اخلاقی ان کی تھی وہی حالت اب ہے؟ نہیں۔ بلکہ جو آپؐ کے آنے سے پہلے جہالت تھی وہ جہالت یہاں نئے سرے سے پیدا ہو چکی ہے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق مسیح موعود اور مہدی موعود کو بھیجا تھا۔ ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں نے توحید کی خاطر جانیں دیں۔ ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ اسلام کو پھیلایا اور دنیا میں ایک نمایاں تغیر پیدا ہو گیا۔ لیکن اب مسلمان توحید کے بجائے قبروں کو سجدے کرتے ہیں۔ مُردوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ شرک میں مبتلا ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو اب بھی ہے لیکن اب وہ کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے جاننے والے یا ماننے والے اس کا مطلب اور مفہوم نہیں جانتے۔ ان کا مسلمان ہونا برائے نام ہے۔ ایسے بھی ہیں جو بیشک پانچ دفعہ عبودیت کا ظاہری اقرار کرتے ہیں۔ نماز اور اذان میں توحید کی شہادت دیتے ہیں۔ لیکن حرکتیں مشرکانہ ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد14 صفحہ 315)

اچھے بھلے بعض پڑھے لکھے لوگ ہیں بلکہ پاکستان میں تو کئی پڑھے لکھے ہیں وزیر سفیر بھی ہیں جو پِیروں کے پاس جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسا سلوک ہے جس طرح پوجا کی جاتی ہے۔ اکثریت تو نماز ہی نہیں پڑھتی۔ صرف سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کو کافر کہنے اور مولوی کے پیچھے چلنے سے ان کے مسلمان ہونے کے حق ادا ہو جائیں گے۔ پھر اسلام کے نام پر شدت پسند تنظیمیں ہیں جو صرف ایک لفظ جہاد کو جانتی ہیں اور وہ بھی غلط مطلب کے ساتھ، جس نے توحید پر تو کسی کو کیا قائم کرنا ہے یہ لوگ دنیا کو مذہب سے اور اسلام سے متنفر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

پس ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا ضروری تھا تا کہ وہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنائیں اور آپ نے ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا بھی دیا۔ ایک مشہور ڈاکو تھا اور دوسرے چھوٹے ڈاکو اور چور وغیرہ اس کو بھتہ دیا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ان سے لوگ پوچھتے تھے کہ تم مرزا صاحب کی صداقت کا نشان بتاؤ۔ کوئی نشان تم نے دیکھا؟ تو انہوں نے کہا تم اور کیا نشان پوچھتے ہو مَیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہوں اور یہ ثبوت ہوں کہ میری کایا پلٹ کر رکھ دی ہے۔ چوروں سے تعلق کٹ گیا اور ڈاکے ختم ہو گئے اور عبادات میں مشغول ہو گیا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد14 صفحہ 319)

پس آپ نے بھی اس زمانے میں نئی زمین اور نیا آسمان بنایا اور لاکھوں انسانوں کی کایا پلٹ کر بتایا کہ یوں نئی زمین اور نئے آسمان بنتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے تو نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کر کے دکھا دیا اور بہت سارے نمونے ہم نے دیکھے۔ ہم نشانات دیکھتے بھی ہیں، سنتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ اپنے بزرگوں کی حالتوں کو دیکھ کر، ان سے سن کر مزید ایمانوں میں تازگی بھی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کشف میں نئی زمین اور نئے آسمان بنانے میں آپ علیہ السلام کی جماعت کو بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ اس لئے اب یہ دیکھنا ہے کہ آپ کی جماعت کا حصہ بن کر آپ علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہم کیا کوشش کر رہے ہیں کہ ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کریں۔ کیا صحابہ نے جو اسلام کی حقیقی تعلیم اپنائی اور اس کا اظہار کر کے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا وہ معیار ہم حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے نفسوں میں اتنا تغیر اور تبدیلی پیدا ہو گئے ہیں کہ لوگ کہہ اٹھیں کہ یہ تو بالکل بدل گئے ہیں۔ انہوں نے نیا آسمان اور نئی زمین بنا ڈالی ہے۔ پس ہم نے اگر اس بات کی دلیل دینی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح نئی زمینیں اور نیا آسمان بنایا تو اس کا سب سے بڑا ثبوت ہماری ذات ہونی چاہئے۔ توحید کا قیام ہماری اوّلین ترجیح ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے میں ہماری کوشش ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف ہماری توجہ رہنی چاہئے۔ ہم صرف اعتقادی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوں بلکہ عملی تبدیلیاں بھی ہمارے اندر نظر آئیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا لوگ کہیں کہ یہ تو کوئی بالکل اور انسان ہو گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ اس کی خوبصورت وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو قسم کے نشانات ہیں۔ ایک تو وہ جن کا پورا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ دوسرے وہ جن کے پورا ہونے میں ہمارا بھی دخل ہے اور جو ہمارے ذریعہ سے یا ہمارے واسطے سے پورے ہونے ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ کئی علوم ایسے ہوتے ہیں جن کو نبی سمجھ سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو نبی کی ضرورت ہی کیوں ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چودہ سو سال بعد ایسی باتیں بتائیں جو موجود تھیں لیکن مسلمانوں کو ان کا علم نہ تھا یا صحیح فہم نہ تھا مثلاً تمام مذاہب کی صداقت۔ آپ نے بتایا کہ وہ پیشوا جس کے لاکھوں کروڑوں پیرو ہوں اور پھر ایک لمبا عرصہ ماننے والے اس پیشوا سے ہدایت حاصل کرتے رہے ہوں اس کے پاس ضرور صداقت ہوتی ہے۔ بیشک بعد میں ان کی تعلیم میں تحریف ہو گئی اور وہ مذہب اپنی اصلی حالت میں نہ رہا جس طرح بدھ ہیں، زرتشت ہیں، کرشن ہیں۔ اپنے اپنے زمانے کے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور صداقت کے حامل تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بڑے بڑے بزرگ بھی اگر دوسری قوموں کے بزرگوں کو، ان کے مذہبوں کے سربراہوں کو برا نہیں کہتے تھے تو مشتبہ ضرور تھے۔ تسلی بہرحال نہیں تھی کہ پتا نہیں اصل حقیقت کیا ہے۔ لیکن بہرحال جو لوگ اپنے پیشواؤں کی صحیح تعلیم کو مانتے ہیں دوسروں کی نسبت ان کی حالت بہتر ہے۔ اگر ان کی تعلیم پر عمل کیا جائے تو دنیا بڑی پُرامن ہو سکتی ہے اور ایک نمایاں تبدیلی یہاں نظر آ سکتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس جس تعلیم سے اگر برے نتائج نکل رہے ہوں تو وہ بری ہوتی ہے۔ ان تمام پہلے انبیاء کی تعلیم شیطان کے خلاف تھی اور اگر یہ شیطان کی تعلیم ہوتی تو کوئی ان کی پیروی نہ کرتا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ یہ نکتہ قرآن کریم میں موجود تھا لیکن کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا یا اس طرح وضاحت نہیں کر سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا۔ آج اس کے باوجود کہ مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے خلاف ہیں لیکن یہی کہتے ہیں اور اس بات کو مانتے ہیں کہ تمام مذاہب کی بنیاد صداقت پر ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مسلمانوں کا ایک بڑا تعلیمیافتہ طبقہ جو ہے دوسرے مذاہب والوں کو کہتا ہے کہ دیکھو ہمارا مذہب کتنا اچھا ہے کہ آپ کے بزرگوں کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مانتا ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر چڑھ جانے کا عقیدہ ہے وہ بھی اکثر مسلمانوں میں یا تعلیمیافتہ کہلانے والوں میں نہیں رہا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 317-318)

بلکہ اب تو پاکستان میں تو علماء بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔ کوئی نہیں آنا اور کوئی نہیں چڑھا۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے جو غیروں کے نظریات بدلے ہیں تو یہ بھی نئی زمین اور نیا آسمان بننے کی دلیل ہیں۔ یہ نشان تو ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے پورے ہوئے۔ لیکن نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کی جو دوسری صورت ہے کہ عملاً بھی نئی زمین اور نیا آسمان بنے اسے ہم نے پورا کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے پورا کرنا ہے۔ ایک نیا آسمان بنا کر ہم نے اپنے عقیدے میں نہ صرف تبدیلی پیدا کی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ گئے۔ لیکن دوسری صورت جو نئی زمین بنانے کی ہے اس میں ہماری کوششوں کا دخل ہے۔ صرف اچھا آسمان ہونا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا جب تک زمین بھی نئی نہ ہو اور بہتر نہ ہو اور اچھی زمین کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مومن کا دل زمین کی طرح ہوتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 319)

پس اپنے دلوں کو عقیدے کے لحاظ سے نہیں بلکہ عملوں کے لحاظ سے بھی فائدہ مند بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہمارے اعمال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے نیک بنائے اور ہمارے ہاتھوں سے زمین کو درست کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں طریق بتا دیئے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں ایک مصالحہ دے گئے اسے کام میں لانا ہمارا کام ہے۔ اب ہم نے دیکھنا ہے کیا واقعی ہم یہ کام کر رہے ہیں؟ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 318-319)

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا اگر ہم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے اور بندوں کا حق ادا کرنے کا کام کر رہے ہیں، اگر ہمارے معاملات خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ صاف ہیں اور اس میں امتیازی شان رکھتے ہیں تو یقیناً ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نئی زمین اور نیا آسمان بنانے میں آپ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ پس اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

بعض باتوں کی طرف میں توجہ بھی دلاتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتائی ہیں۔ ایک بات تو بنیادی ہے کہ قرآن کریم کا ہر حکم ہمارے اندر تبدیلی پیدا کرنے والا ہونا چاہئے اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے وہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان ہمارے اندر بنانے والا ہے اور پھر اس کو اختیار کر کے اس پر عمل کر کے ہم میں سے ہر ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنا سکتا ہے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تدابیر دنیا ہی کو خدا بنا لیا گیا ہے اور دعا پر ہنسی کی جاتی ہے اور اس کو ایک فضول شئے قرار دیا جاتا ہے۔ ...... یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زہر کو دور کرے۔ چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی غرض کے لئے قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا تعالیٰ کی معرفت ہو اور دعا کی حقیقت اور اس کے اثر سے اطلاع ملے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 269۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

پس اس غرض کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے تعلق باللہ کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔'' یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اِس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 25۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

پس اس روحانی لڑائی کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور آگے بڑھنے کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم اپنی روحانیت کے نئے زمین و آسمان پیدا نہ کریں۔ آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ شیطان کو شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ اپنے ہر ماننے والے پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ روحانیت میں ترقی کر کے شیطان کا مقابلہ کرے اور پھر حقوق العباد کے معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

''اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو'' (یعنی اپنے بدلے خود لینے کی کوشش نہ کرو۔)

''جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہو گا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 164-165۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنے تمام حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ہم اعتقادی اور عملی لحاظ سے وہ بنیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ ہماری زمین بھی نئی بن جائے اور ہمارا آسمان بھی نیا بن جائے اور ہم وہ انسان بن جائیں جو نئی زمین اور نئے آسمان بنانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاون و مددگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو بھی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور یہاں آنے والے بے شمار فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ جلسے کے پروگراموں کو آپ لوگ توجہ سے سنیں اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ ہر تقریر ہر پروگرام بڑا اچھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا اور منظوم مناجات

''اے قادر خدا! اے اپنے بندوں کے راہنما۔ جیسا تُو نے اس زمانہ کو صنائع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھہرایا ہے۔ ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق معارف ان غافل قوموں پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور اسلام کم ہو گیا۔ اب اے کریم! مشرق اور مغرب میں توحید کی ایک ہوا چلا۔ اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر۔ اے رحیم! تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں۔ اے ہادی! تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے۔ مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں۔ کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے۔ تَوَکَّلْنَا عَلَیْکَ وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّابِکَ وَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 213۔214 حاشیہ در حاشیہ)

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد — کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضُعفِ دینِ مصطفیٰ ؐ! — مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا! — اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
یا الٰہی اک نشاں اپنے کرم سے پھر دکھا — گردنیں جھک جائیں جس سے اور مکذّب ہوں خوار
اک کرشمہ سے دکھا اپنی وہ عظمت اے قدیر — جس سے دیکھے تیرے چہرے کو ہر اک عظمت شعار
تیری طاقت سے جو منکر ہیں انہیں اب کچھ دکھا — پھر بدل دے گلشن و گلزار سے یہ دشتِ خار
اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف — نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار
اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا — مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ مَیں ہوں اشکبار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21)

روزہ افطار کرنے کا وقت

''ایک حدیث قدسی ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو افطاری کے وقت سب سے جلدی افطاری کرتے ہیں۔ اللہ کے پیارے بندے بننا چاہتے ہیں تو اس حدیث پر عمل کریں۔ دوسرے کریں یا نہ کریں۔ دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔ پھر سنن ابی داؤد کتاب الصوم میں ہے.......... کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے۔ مسلم کتاب الصیام میں ہے.......... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دن چلا جائے اور رات آ جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اس سفر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضور نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ وہ شخص افطاری لایا آپ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی جانب سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔''

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مجلس عرفان ریکارڈنگ 4 / فروری 2000ء، از الفضل ربوہ 13 / اپریل 2000ء صفحہ 4)

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 6

اپنی ایمانی اور عملی طاقت بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

......'' دعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 207۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تمام منہیّات سے بچنے کی کلید دعا ہے

......'' یہ میری نصیحت ہے جس کو مَیں ساری نصائح کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے 30 سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیّات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ مَیں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔''

(ملفوظات 4 صفحہ 149۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دعا کے مواقع

......'' تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اِشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے مواقع ہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 234۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے

......'' تم خدا تعالیٰ کے ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو۔ اور دعا کرو کہ یا الٰہی میں تیرا گنہ گار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں۔ میری راہنمائی کر۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو۔ اصل مُعطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 175۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دعا قبول کروانے کی ایک صورت

......'' **دعا میں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخصِ بزرگ سے دعا منگوائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اس مردِ بزرگ کی دعاؤں کو سنے۔ اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ اس طرح دعا قبول ہو جاتی ہے۔** ہمارے ساتھ بھی بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے اور پچھلے بزرگوں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ باوا غلام فریدؒ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا۔ تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدینؒ یا خواجہ قطب الدینؒ) دعا کے لئے فرمایا۔ انہوں نے بہت دعا کی مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا! اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور صبح کے وقت ان کو کہا کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے۔ یہ سن کر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقّت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انہوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے تو آؤ پہلے انہیں ہی شروع کرو اور انہوں نے اس قدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فریدؒ کو شفا ہو گئی۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 182۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مردِ فانی کی دُعائیں فیوضِ الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں

......'' قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانونِ قدرت ہے کہ دُعا پر حضرتِ احدیّت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے۔ اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں تو وہی مقصد مل جاتا ہے اور اگر ہم اس خطا کار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کا ٹکڑہ مانگتا ہے اپنی دُعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لئے بہتر ہو عطا کرتا ہے۔ اور باایں ہمہ دونوں صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے کیونکہ ہم دُعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں۔ اور دُعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتدا سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ **جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنّت اللہ یہ ہے کہ اُس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دُعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اُس مردِ فانی کی دُعائیں فیوضِ الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔** یہ دُعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دُعا کرنے کے وقت میں حضرتِ احدّیت وجلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اُس وقت وہ ہاتھ اُس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دُعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پَردوں میں مخفی ہے۔''

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 239-238)

اہل اللہ کی نظر اور صحبت اور توجہ اور دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے

......'' **خداوند تعالیٰ نے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے کہ ان کی نظر اور صحبت اور توجّہ اور دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو۔** اور ایسے لوگ صرف پیشگوئیوں سے نہیں بلکہ اپنے خزائن معرفت سے، اپنے توکّل خارق عادت سے، اپنی کامل محبت سے، اپنے انقطاع تام سے، اپنے صدق اور ثبات سے، اپنے اُنس باللہ اور شوق اور ذوق سے، اور اپنے غلبۂ خشوع اور خضوع سے اور اپنے تزکیۂ نفس سے، اور اپنی ترکِ محبتِ دنیا سے، اور اپنی کثیر الوجود برکتوں سے کہ جو بارش کی طرح برستی ہیں، اور اپنے مؤیّد من اللہ ہونے سے، اور اپنی بے مثل استقامت اور اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقویٰ اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراحِ صدر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور پیشگوئیاں ان کا اصل منصب نہیں ہے بلکہ وہ اس غرض سے ہے کہ تا وہ ان برکتوں کو جو اُن پر اور ان کے متعلقین پر وارد ہونے کو ہیں قبل از وقوع بیان کر کے توجہ خاص حضرت احدیّت پر یقین دلائیں اور نیز وہ مخاطبات اور مکالمات جو حضرتِ احدیّت کی طرف سے ان کو ہوتے ہیں ان کی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی اور یقینی حجّت پیش کریں۔ اور ایسے انسان جن کو یہ سب برکات قدسیہ بکثرت عطا ہوتی ہیں ان کی نسبت خدا کی قدرت اور حکمت قدیمہ کے قانون میں یہی قرار پایا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے سچے اور پاک عقائد ہوں اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں اور حضرت احدیّت سے غایت درجہ کا اِتّصال اور دنیا و مافیہا سے غایت درجہ کا انقطاع رکھتے ہوں۔ ایسے لوگ کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں اور ان کی فطرت کو ربّانی انوار اور حقّانی مذہب لازم ہے۔ اور ان کی ذات ستودہ صفات کو کہ جو جامع البرکات ہے بدبخت نجومیوں اور جوتشیوں سے نسبت دینا کمال درجہ کی کج فہمی اور غایت درجہ کی بدنصیبی ہے کیونکہ وہ دنیا کے ذلیل جیفہ خواروں کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتے بلکہ وہ آفتاب اور چاند کی طرح آسمانی نور ہیں اور حکمت الٰہیہ کے قانون قدیم نے اسی غرض سے ان کو پیدا کیا ہے کہ تا دنیا میں آ کر دنیا کو منور کریں۔

یہ بات بتوجّہ تمام یاد رکھنی چاہئے کہ **جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہیں اور عمدہ عمدہ چیزیں جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلام اسقام کے لئے دنیا میں موجود کی ہیں اور ان ادویہ میں ابتدا سے یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب کوئی بیمار بشرطیکہ اس کی بیماری درجہ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو ان دواؤں کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے تو اس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اس بیمار کو حسب استعداد اور قابلیت کسی قدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشتا ہے یا بکلّی شفا عنایت کرتا ہے۔ اسی طرح خداوند کریم نے نفوس طیّبہ ان مقربین میں بھی روزِ ازل سے یہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے** اور اُن کے نفوس حضرت احدیّت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہیں اور پھر وہ تمام فیوض خلق اللہ کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکھلاتے ہیں۔ **غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے۔ اور جس طرح اس جائے اسباب میں قانون قدرت حضرت احدیّت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے اور جو شخص روٹی کھاتا ہے وہی بھوک کے دکھ سے خلاصی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح عادت الٰہیہ جاری ہے کہ امراض روحانی دور کرنے کے لئے انبیاء اور ان کے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکھا ہے انہیں کی صحبت میں دل تسلی پکڑتے ہیں اور بشریت کی آلائشیں روبکمی ہوتی ہیں اور نفسانی ظلمتیں اٹھتی ہیں اور محبت الٰہی کا شوق جوش مارتا ہے اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں اور بغیر ان کے ہرگز یہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں۔''**

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 356-352 حاشیہ در حاشیہ نمبر 2)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض روحانی کے طفیل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام وہ اہل اللہ اور مطہّر ومزّکی اور مبارک اور پُرتاثیر وجود ہیں جن کی نظر اور صحبت اور توجہ اور دعا کے نتیجہ میں لکھوکھہا افراد کی زندگیوں میں پاکیزہ انقلاب رونما ہوئے۔ ان کے اضطراب اور پریشانیاں دُور ہو کر دلوں کو تسلّی ملی۔ انہیں جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا عطا ہوئی۔ بشریت کی آلائشوں میں کمی ہوئی، نفسانی ظلمات اُٹھ گئیں اور وہ نور کی شاہراہوں میں آگے بڑھنے لگے۔ محبت الٰہی کا ایک خاص شوق موجزن ہوا اور دین و دنیا کی حسنات، ترقیات اور آسمانی برکات ان پر جلوہ گر ہوئیں اور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

خدا تعالیٰ کے مقبولین کی خاص دعاؤں سے حصّہ پانے کے لئے ضروری شرائط

خدا تعالیٰ کے کامل مقبولین کی خاص دعاؤں سے حصّہ پانے کے لئے بعض شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس نہایت عارفانہ مضمون کو جن جامع الفاظ میں مختلف مواقع پر بیان فرمایا ہے ان میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

دعا کرانے والا نہایت صدق اور کامل اعتقاد اور کامل یقین اور کامل ارادت اور کامل غلامی کے ساتھ دعا کا خواہاں ہو

......'' ......**استجابت دعا کے لئے ایک ایسی شرط ہے جو تمام شرطوں سے مشکل تر ہے کیونکہ اس کا پورا کرنا خدا کے مقبول بندوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اس شخص کے ہاتھ میں ہے جو دعا کرانا چاہتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نہایت صدق اور کامل اعتقاد اور کامل یقین اور کامل ارادت اور کامل غلامی کے ساتھ دعا کا خواہاں ہو۔** اور یہ دل میں فیصلہ کر لے کہ اگر دعا قبول بھی نہ ہو تا ہم اس کے اعتقاد اور ارادت میں فرق نہیں آئے گا۔ اور دعا کرانا آزمائش کے طور پر نہ ہو بلکہ سچے اعتقاد کے طور پر ہو۔ اور نہایت نیازمندی سے اس کے دروازے پر گرے۔ اور جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے مال سے، خدمت سے، ہر ایک طور کی اطاعت سے ایسا قرب پیدا کرے کہ اس

کے دل کے اندر داخل ہو جائے۔ اور بااین ہمہ نہایت درجہ پر نیک ظن ہو اور اس کو نہایت درجہ کا متقی سمجھے اور اس کی مقدّس شان کے برخلاف ایک خیال بھی دل میں لانا کفر خیال کرے۔ اور اس قسم کی طرح طرح کی جاں نثاری دکھلا کر سچے اعتقاد کو اُس پر ثابت اور روشن کر دے اور اس کی مثل دنیا میں کسی کو بھی نہ سمجھے۔ اور جان سے، مال سے، آبرو سے اس پر فدا ہو جائے۔ اور کوئی کلمہ کسرِ شان کا کسی پہلو سے اس کی نسبت زبان پر نہ لائے اور نہ دل میں۔ اور اس بات کو اس کی نظر میں بپایۂ ثبوت پہنچا دے کہ درحقیقت وہ ایسا ہی معتقد اور مرید ہے۔ اور بااین ہمہ صبر سے انتظار کرے۔ اور اگر پچاس دفعہ بھی اپنے کام میں نامراد رہے پھر بھی اعتقاد اور یقین میں سست نہ ہو کیونکہ یہ قوم سخت نازک دل ہوتی ہے اور ان کی فراست چہرہ کو دیکھ کر پہچان سکتی ہے کہ یہ شخص کس درجہ کا اخلاص رکھتا ہے۔ اور یہ قوم باوجود نرم دل ہونے کے نہایت بے نیاز ہوتی ہے۔ ان کے دل خدا نے ایسے بے نیاز پیدا کئے ہیں کہ متکبر اور خود غرض اور منافق طبع انسان کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ **اس قوم سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اس قدر غلامانہ اطاعت ان کی اختیار کرتے ہیں کہ گویا مر ہی جاتے ہیں۔** مگر وہ شخص جو قدم قدم پر بدظنی کرتا ہے اور دل میں کوئی اعتراض رکھتا ہے اور پوری محبت اور ارادت نہیں رکھتا وہ بجائے فائدہ کے ہلاک ہوتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 227۔228)

....

دعا کروانے والا خدا سے معاملہ صاف رکھے

......’’ **دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔** پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 172۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

......’’ **دعا تو ہم کرتے ہیں مگر جب تک انسان خود سیدھا نہ ہو دعا شفاعتی فائدہ نہیں کرتی۔** اگر انسان رحمت کے مقام سے خود ہی بھاگے تو رحمت اسے کہاں کہاں تلاش کرے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 172۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

......’’ **میں اگر کسی کے لئے دعا کروں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف نہیں۔ وہ اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا تو میری دعا اس کو کیا فائدہ دے گی۔** لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو میری دعا اس کے لئے نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہوگی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 64۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

......’’ قبول دعا کے لئے بھی چند شرائط ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو دعا کرنے والے کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض دعا کرانے والے کے متعلق۔ **دعا کرانے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدّنظر رکھے اور اس کے غناء ذاتی سے ہر وقت ڈرتا ہے اور صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنالے۔ تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے۔** اور اگر وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اور اس سے بگاڑ اور جنگ قائم کرتا ہے تو اس کی شرارتیں اور غلط کاریاں دعا کی راہ میں ایک سدّ اور چٹان ہو جاتی ہیں اور استجابت کا دروازہ اس کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ **پس ہمارے دوستوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچاویں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں جو اُن کی ناشائستہ حرکات سے پیدا ہوسکتی ہے۔**‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 68۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

دعا کرنے والے اور کرانے والے کے درمیان ایک مستحکم تعلق ہونا چاہیئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگ دعا کے لئے لکھتے۔ حضور جواب بھجواتے کہ دعا کی گئی۔ وہ پھر لکھتے کہ کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر فرمایا:۔

......’’ سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر قلم اٹھایا جائے کیونکہ پہلے مضامین اس بارہ میں کافی ثابت نہیں ہوئے۔ **دعا نہایت نازک امر ہے اور اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی میں ایسا مستحکم رابطہ ہو جائے کہ ایک کا درد دوسرے کا درد ہو جائے اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ہو جائے۔ جس طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتار دیتا ہے ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقّت اور عقد ہمت بن جائے** .... سلسلۂ اسباب میں ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش اور حرکت دینے والا ہو۔ اس کی تدبیر بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 215۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

ایک شخص نے اپنے ذاتی امور کے متعلق دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

......’’ مَیں آپ کے واسطے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ **اصول دعا میں سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان کو کسی کے حالات کے ساتھ پورا تعلق نہ ہو تب تک وہ رقّت اور درد اور توجّہ نہیں ہوسکتی جو دعا کے واسطے ضروری ہے۔ اور اس قسم کے حضور اور توجہ کا پیدا کرنا دراصل اختیاری امر نہیں ہے۔ دعا میں کوشش ہر دو طرف سے ہونی ضروری ہے۔ دعا کرنے والا خدا تعالیٰ کے حضور میں توجہ کرنے میں کوشش کرے اور دعا کرانے والا اس کو توجّہ دلانے میں مشغول رہے۔ بار بار یاد دلائے۔ خاص تعلق پیدا کرے۔ صبر اور استقامت کے ساتھ اپنا حالِ زار پیش کرتا رہے تو خواہ مخواہ کسی نہ کسی وقت اس کے لئے درد پیدا جائے گا۔**

دعا بڑی شئے ہے جب کہ انسان ہر طرف سے مایوس ہو جائے تو آخری حیلہ دعا ہے جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتے ہیں۔ مگر ایسی توجہ کی دعا ضرور ایک وقت چاہتی ہے اور یہ بات انسان کے اختیار میں نہیں کہ کسی کے واسطے دل میں درد پیدا کرلے۔

ایک صوفی کا ذکر ہے وہ راستہ میں جاتا تھا کہ ایک لڑکا اس کے سامنے گر پڑا اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ صوفی کے دل میں درد پیدا ہوا اور اسی جگہ خدا تعالیٰ کے آگے دعا کی اور عرض کی کہ اے خدا! تو اس لڑکے کی ٹانگ کو درست کر دے ورنہ تو نے اس قصاب کے دل میں درد کیوں پیدا کیا۔

میرا مذہب یہ ہے کہ کیسی ہی مشکلات مالی یا جانی انسان پر پڑیں ان سب کا آخری علاج دعا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر شئے کا مالک ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کر سکتا ہے اور ہر شئے پر اس کا قبضہ ہے۔

انسان کسی حاکم یا افسر کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کرتا ہے اور اس کو راضی کرتا ہے تو وہ اسے بہت سا فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ جو حقیقی حاکم اور مالک ہے اس کو نفع نہیں دے سکتا۔

مگر دعا کا معاملہ ایسا نہیں کہ انسان دور سے گولی چلاوے اور چلا جائے۔ **بلکہ جس شخص سے دعا کرانی چاہے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔** دیکھو بازار میں آپ کو ایک شخص اتفاقیہ طور پر مل جاوے اور آپ اس کو پکڑ لیں اور کہیں کہ تُو میرا دوست بن جا تو وہ کس طرح دوست بن سکتا ہے۔ دوستی کے واسطے تعلقات کا ہونا ضروری ہے اور وہ رفتہ رفتہ ہو سکتے ہیں۔

ہم تو چاہتے ہیں اور خواہش رکھتے ہیں کہ تمام بنی نوع کے واسطے دل میں سچا درد پیدا ہو جاوے مگر یہ امر اپنے ہاتھ میں نہیں۔ نہ اپنے واسطے، نہ اپنے عزیز و اقارب کے واسطے، نہ بیوی بچے کے واسطے۔ ایسے درد کا پیدا ہونا محض خدا تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ لیکن تعلقات کا ہونا بہت ضروری ہے۔

کہتے ہیں کہ کوئی شخص شیخ نظام الدین صاحب ولی اللہ کے پاس اپنے کسی ذاتی مطلب کے لئے دعا کرانے کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہے۔ مَیں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا ہوں۔ اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کر دیا ہے۔ مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا۔ جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہوگئی۔ تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ میں نے تجھ سے دودھ چاول اس واسطے مانگے تھے کہ جب تُو دعا کرانے کے واسطے آیا تھا تو میرے واسطے بالکل اجنبی آدمی تھا اور میرے دل میں تیرے واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا۔ اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت پیدا کرنے کے واسطے مَیں نے یہ بات سوچی تھی۔

ایسا ہی توریت میں حضرت اسحاق کا قصّہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جا تُو میرے واسطے شکار لے آ اور پکا کر مجھے کھلا تاکہ میں تجھے برکت دوں اور تیرے واسطے دعا کروں۔ اس قسم کے بہت سے قصّے اولیاء کے حالات میں درج ہیں۔ اور ان میں حقیقت یہی ہے کہ دعا کرنے والے اور کرانے والے کے درمیان تعلق ہونا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 51۔52۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

اہل اللہ کی دعاؤں کی قبولیت کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

......’’ **انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حُسن ہیں۔ ایک حُسن معاملہ** اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتّی الوسع اُن کے متعلّق فوت نہ ہو۔ ...... ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے۔ **یعنی حقوق اللہ اور حقوق عباد میں تقویٰ سے کام لے۔ یہ حُسن معاملہ ہے۔** ...... دوسرا حُسن انسان کی پیدائش میں حُسنِ بُشرہ ہے۔ ...... لیکن یہ حُسن جو روحانی حُسن ہے جس کو حُسن معاملہ کے ساتھ موسوم کر سکتے ہیں یہ وہ حُسن ہے جو اپنی قوی کششوں کے ساتھ حُسن بُشرہ سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ حُسنِ بُشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہوگا جو جلد زوال پذیر ہو جائے گا اور اس کی کشش نہایت کمزور ہوگی۔ **لیکن وہ روحانی حُسن جس کو حُسنِ معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اس کی طرف کھنچا جاتا ہے اور قبولیت دُعا کی بھی درحقیقت فلاسفی یہی ہے کہ جب ایسا رُوحانی حُسن والا انسان جس میں محبتِ الٰہیہ کی رُوح داخل ہو جاتی ہے جب کسی غیر ممکن اور نہایت مشکل امر کے لئے دُعا کرتا ہے اور اُس دُعا پر پورا پورا زور دیتا ہے تو چونکہ وہ اپنی ذات میں حُسن رُوحانی رکھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے امر اور اِذن سے اس عالم کا ذرّہ ذرّہ اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ پس ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جو اس کی کامیابی کے لئے کافی ہوں۔** تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرّہ کو طبعًا ایسے شخص کے ساتھ ایک عشق ہوتا ہے اور اُس کی دُعائیں اُن تمام ذرّات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن رُبا لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس غیر معمولی باتیں جن کا ذکر کسی علمِ طبعی اور فلسفہ میں نہیں اس کشش کے باعث ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور وہ کشش طبعی ہوتی ہے۔ جب سے کہ صانع مطلق نے عالمِ اجسام کو ذرّات سے ترکیب دی ہے ہر ایک ذرّے میں وہ کشش رکھی ہے اور ہر ایک ذرّہ روحانی حُسن کا عاشق صادق ہے اور ایسا ہی ہر ایک سعید روح بھی۔ ...... **نوح** میں وہی حُسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزّت جلّشانہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد **موسیٰ** بھی وہی حُسن رُوحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سیّد الانبیاء و خیر الورٰی، مولانا و سیّدنا، حضرت **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ایک عظیم الشان روحانی حُسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۔(النجم : 9۔10) یعنی وہ نبیؐ جنابِ الٰہی کے بہت نزدیک چلا گیا۔ اور پھر مخلوق کی طرف جُھکا اور اس طرح پر دونوں حقّوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حُسن رُوحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ ......

اہل اللہ کی دعاؤں سے فیض پانے کے لئے پوری خاکساری اور اخلاص کے ساتھ رحم کی تحریک کی جائے

...... **بعض جاہل کہتے ہیں کہ کیوں کامل لوگوں کی بعض دُعائیں منظور نہیں ہوتیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُن کی تجلّی حُسن کو خدا تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھا ہوا ہے۔** پس جس جگہ یہ تجلّی عظیم ظاہر ہو جاتی ہے اور کسی معاملہ میں اُن کا حُسن جوش میں آتا ہے اور اپنی چمک دکھلاتا ہے تب اس چمک کی طرف ذرّاتِ عالم کھنچے جاتے ہیں اور غیر ممکن باتیں وقوع میں آتی ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں معجزہ کہتے ہیں۔ **مگر یہ جوشِ روحانی ہمیشہ اور ہر جگہ ظہور میں نہیں آتا اور تحریکات خارجیہ کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ اس لئے کہ جیسا کہ خدائے کریم بے نیاز ہے اس نے اپنے برگزیدوں میں بھی بے نیازی کی صفت رکھ دی ہے۔ سو وہ خدا کی طرح سخت بے نیاز ہوتے ہیں اور جب تک کوئی پوری خاکساری اور اخلاص کے ساتھ اُن کے رحم کے لئے ایک تحریک پیدا نہ**

کرے وہ قوت اُن کی جوش نہیں مارتی۔ اور عجیب تر یہ کہ وہ لوگ تمام دنیا سے زیادہ تر رحم کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں مگر اُس کی تحریک اُن کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ گو وہ بارہا چاہتے بھی ہیں کہ وہ قوت ظہور میں آوے مگر بجز ارادۂ الٰہیہ کے ظاہر نہیں ہوتی۔ بالخصوص وہ منکروں اور منافقوں اور سُست اعتقاد لوگوں کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے اور ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح اُن کو سمجھتے ہیں۔ اور وہ بے نیازی ان کی ایک ایسی شان رکھتی ہے جیسا کہ ایک معشوق نہایت خوبصورت برقع میں اپنا چہرہ چھپائے رکھے۔ اور اِسی بے نیازی کا ایک شعبہ یہ ہے کہ جب کوئی شریر انسان اُن پر بدظنی کرے تو بسا اوقات بے نیازی کے جوش سے اُس بدظنی کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں۔ کیونکہ تخلّق باخلاق اللّٰہ رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔ (البقرة: 11) جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ کوئی معجزہ اُن سے ظاہر ہو تو اُن کے دلوں میں ایک جوش پیدا کر دیتا ہے اور ایک امر کے حصول کے لئے سخت کرب اور قلق اُن کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے تب وہ بے نیازی کا برقع اپنے مُنہ پر سے اُتار لیتے ہیں اور وہ حُسن اُن کا جو بجز خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں دیکھتا وہ آسمان کے فرشتوں پر اور ذرّہ ذرّہ پر نمودار ہو جاتا ہے۔ اور اُن کا مُنہ پر سے برقع اٹھانا یہ ہے کہ وہ اپنے کامل صدق اور صفا کے ساتھ اور اِس رُوحانی حُسن کے ساتھ جس کی وجہ سے وہ خدا کے محبوب ہو گئے ہیں اس خدا کی طرف ایک ایسا خارق عادت رجوع کرتے ہیں اور ایک ایسے اقبال علی اللہ کی اُن میں حالت پیدا ہو جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کی فوق العادت رحمت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ساتھ ہی ذرّہ ذرّہ اس عالم کا کھنچا چلا آتا ہے۔ اور اُن کی عاشقانہ حرارت کی گرمی آسمان پر جمع ہوتی اور بادلوں کی طرح فرشتوں کو بھی اپنا چہرہ دکھا دیتی ہے اور اُن کی دردیں جو رعد کی خاصیت اپنے اندر رکھتی ہیں ایک سخت شور ملاءِ اعلیٰ میں ڈال دیتی ہیں تب خدا تعالیٰ کی قدرت سے وہ بادل پیدا ہو جاتے ہیں جن سے رحمتِ الٰہی کا وہ مینہ برستا ہے جس کی وہ خواہش کرتے ہیں۔ اُن کی روحانیت جب اپنے پورے سوز و گداز کے ساتھ کسی عقدہ کشائی کے لئے توجہ کرتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ بباعث اس کے جو خدا سے ذاتی محبت رکھتے ہیں محبوبانِ الٰہی میں داخل ہوتے ہیں۔ تب ہر ایک چیز جو خدا تعالیٰ کے زیرِ حکم ہے۔ اُن کی مدد کے لئے جوش مارتی ہے اور رحمتِ الٰہی محض اُن کی مراد پوری کرنے کے لئے ایک خلق جدید کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اور وہ امور ظاہر ہوتے ہیں جو اہل دنیا کی نظر میں غیر ممکن معلوم ہوتے ہیں اور جن سے سفلی علوم محض ناآشنا ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا تو نہیں کہہ سکتے مگر قرب اور علاقۂ محبت اُن کا کچھ ایسا صدق اور صفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے گویا خدا اُن میں اُتر آتا ہے۔ اور آدم کی طرح خدائی رُوح اُن میں پُھونکی جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں کہ وہ خدا ہیں۔ لیکن درمیان میں کچھ ایسا تعلق ہے جیسا کہ لوہے کو جب کہ سخت طور پر آگ سے افروختہ ہو جائے اور آگ کا رنگ اُس میں پیدا ہو جائے آگ سے تعلق ہوتا ہے۔ اس صورت میں تمام چیزیں جو خدا تعالیٰ کے زیرِ حکم ہیں اُن کے زیرِ حکم ہو جاتی ہیں۔ اور آسمان کے ستارے اور سورج اور چاند سے لے کر زمین کے سمندروں اور ہوا اور آگ تک اُن کی آواز کو سُنتے اور ان کو شناخت کرتے اور اُن کی خدمت میں لگے رہتے ہیں اور ہر ایک چیز طبعاً اُن سے پیار کرتی ہے اور عاشقِ صادق کی طرح اُن کی طرف کھنچی جاتی ہے۔ بجز شریر انسانوں کے جو شیطان کا اوتار ہیں۔

عشق مجازی تو ایک منحوس عشق ہے کہ ایک طرف پیدا ہوتا اور ایک طرف مرجاتا ہے۔ اور نیز اس کی بنا اُس حُسن پر ہے جو قابلِ زوال ہے۔ اور نیز اُس حُسن کے اثر کے نیچے آنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

مگر یہ کیا حیرت انگیز نظارہ ہے کہ وہ حسن روحانی جو حُسن معاملہ اور صدق وصفا اور محبتِ الٰہیہ کی تجلّی کے بعد انسان میں پیدا ہوتا ہے اس میں ایک عالمگیر کشش پائی جاتی ہے۔ وہ مستعد دلوں کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لیتا ہے کہ جیسے شہد چیونٹیوں کو۔ اور نہ صرف انسان بلکہ عالَم کا ذرّہ ذرّہ اس کی کشش سے متأثر ہوتا ہے۔ صادق المحبت انسان جو سچی محبت خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے وہ وہ یوسف ہے جس کے لئے ذرّہ ذرّہ اس عالم کا زلیخا صفت ہے۔ اور ابھی حسن اُس کا اس عالم میں ظاہر نہیں کیونکہ یہ عالم اس کی برداشت نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں جو فرقان مجید ہے فرماتا ہے کہ مومنوں کا نور اُن کے چہروں پر دوڑتا ہے۔ اور مومن اس حُسن سے شناخت کیا جاتا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں نور ہے...... مجھے ایک دفعہ عالم کشف میں پنجابی زبان میں اسی علامت کے بارہ میں یہ موزون فقرہ سنایا گیا۔ "عشق الٰہی وَسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی۔" ......جسمانی حسن کا ایک شخص یا دو شخص خریدار ہوتے ہیں مگر یہ عجیب حسن ہے جس کے خریدار کروڑ ہا روحیں ہو جاتی ہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 224-218)

....

حضور علیہ السلام کے مذکورہ بالا اقتباس میں جس "عالمگیر کشش" کا ذکر ہے یہ وہی کشش ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ روحانی سے اس زمانہ میں آپ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام کو عطا کی گئی ہے جسے ہم نے ماضی میں بھی بارہا جلوہ نمائی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آج بھی دیکھ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ آسمان سے لوگوں کے دلوں کو اپنی وحی و الہام کے ذریعہ اور رؤیا و کشوف صادقہ کے ذریعہ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی طرف مائل فرما رہا ہے اور سعید فطرت لوگ دیوانہ وار اس حسنِ خلافت کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ زمین کے اطراف و جوانب سے اور دور افتادہ علاقوں سے لوگ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی اس عظیم الشان روحانی اور آسمانی عالمگیر کشش کے نتیجہ میں محبت الٰہی میں ترقی کر رہے ہیں۔ بسا اوقات غیر بھی اس حسن کی تجلّی کو دیکھنے کے بعد بے اختیار اور برملا اس کی عظمت اور چمک کا اعتراف کرتے ہیں۔ بلاشبہ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت مومنین ایک نہایت ہی خوش نصیب جماعت ہے اور اس کی امامت ایک آسمانی اور عالمگیر کشش رکھنے والی عظیم المرتبت روحانی امامت ہے۔

..............................(باقی آئندہ)

محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کے لئے "سر" کا اعزاز

(عطاء المجیب راشد۔ مبلغ انچارج یوکے)

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے یہ بات لائق صد شکر اور خوشی کا موجب ہوگی کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے سابق امیر مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو ملکہ معظّمہ برطانیہ کی طرف سے KBE کے اعزاز اور سر کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ مورخہ 13 جون 2015ء کو ملکہ معظّمہ برطانیہ کی سالگرہ کے موقعہ پر جن اعزازات کا اعلان ہوا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو KBE کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔ جس کا پورا نام Knight Commander of the Excellent Order of the British Empire ہے۔ آرڈر آف دی برٹش ایمپائر کے ایوارڈز میں سے KBE کا ایوارڈ اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے۔ اس آرڈر کے تحت دیگر اعزازات MBE، OBE اور CBE ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کو قبل ازیں OBE کا ایوارڈ مل چکا ہے۔

KBE ایوارڈ کا مطلب ہے کہ آپ کو 'سر' کا خطاب دیا گیا ہے۔ یہ خطاب پورے نام کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ یعنی اب آپ کا نام 'سر افتخار احمد ایاز' لکھا اور پکارا جائے گا۔ سر افتخار احمد ایاز صاحب کو اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 35 سے زائد ایوارڈز مل چکے ہیں۔ جن میں الفریڈ نوبیل میڈل، پیس پرائز، ایمبیسیڈر آف پیس، ایمبیسڈر آف نالج آکسفورڈ یونیورسٹی اور انٹرنیشنل ہیومن رائٹس سروسز کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک ایوارڈ بھی شامل ہے۔

آپ اس وقت جماعت میں قائم انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ علاوہ ازیں آپ ڈائریکٹر ورلڈ میڈیا فورم، ڈائریکٹر طاہر فاؤنڈیشن، ممبر MTA بورڈ آف ڈائریکٹرز اور دیگر مختلف خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کو احمدی اسائلم سِیکرز اور ریفیوجیز کی خدمت کا خاص موقع مل رہا ہے۔ نیز آپ کو دنیا کے مختلف ممالک میں پیس سمپوزیم کی تقاریب میں جماعت کی نمائندگی کرنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سر افتخار احمد ایاز صاحب کو جماعت کی پہلے سے بھی بڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

مذہبی دنیا میں ایک عجیب وغریب تحریک

سیّد میر محمود احمد ناصر

چند سال سے ایک خیالات کی رو بعض مغربی علماء کے ذہنوں میں جوش مار رہی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ بائبل سے تعلق رکھنے والے دونوں مذاہب یہودیت اور عیسائیت، اور مشرق کے دو مذاہب ہندومت اور بدھ مت، میں بلحاظ تعلیم اور بلحاظ ایک دوسرے پر اثر و تأثر اور ان کے متبعین کے باہمی نسلی اور نسبی تعلقات کو ثابت کیا جائے۔ اس تحریک کے محرّکات کیا ہیں اور کیوں اس پر زور دیا جا رہا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ ان مذاہب کے موجودہ بنیادی اصولوں اور اساسی تعلیمات میں بُعد المشرقین ہے۔ نہ ہی ان مذاہب کی کتب مقدسہ میں اس بات کی طرف کوئی اشارہ ہے اور نہ ہی ان مذاہب کی تاریخ اس خیال کو کوئی تقویت دیتی ہے۔

یہودیت اور عیسائیت کا ہندو ازم اور بدھ ازم سے ایسا گہرا رابطہ کہ گویا وہ دراصل ایک ہی مذہبی عقیدہ کی دو شاخیں ہیں ان مذاہب کی کتب مقدسہ پڑھنے والے کے لئے تو محض ایک فسانہ ہے۔ عیسائیت جب یہودیت سے پولوس اور اس کے متبعین کی جدوجہد کے نتیجہ میں الگ ہوئی اس کے بعد یہودیت اور عیسائیت کو ایک عقیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ الوہیت کے بارہ میں دونوں کا عقیدہ متضاد ہے۔ شریعت کے بارہ میں دونوں کا عقیدہ متضاد ہے۔ یہودیت کسی طرح بھی نئے عہد نامہ کو کتاب مقدس قرار دینے کو تیار نہیں۔ عیسائیت کسی طرح بھی یہود کے حضرت مسیح ناصری کو صلیب دینے اور حضرت مریم پر ناپاک الزام لگانے کے جرم کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں۔

لیکن یہودیت عیسائیت کو اکٹھا کر کے ہندو ازم سے مترادف قرار دینا۔ وہ ہندو ازم جو تناسخ کا قائل ہے، بت پرستی کو لازمی قرار دیتا ہے، سورج ہوا پانی بارش اندر آگ دھرتی کی عبادت کرواتا ہے۔

کیا یہودیت عیسائیت کو بدھ ازم سے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے۔ بدھ ازم کے متبعین اپنے آپ کو منکرِ خدا نہیں کہتے مگر ہستی باری تعالیٰ کا اقرار بھی نہیں کرتے۔ بائبل مذاہب ہستی باری تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں۔ یہودیت ایک خدا کو مانتی ہے اور عیسائیت تثلیث کا اعلان کرتی ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو مانتی ہے۔ بدھ ازم کو ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہندو ازم وید اور گیتا اور پران کو تسلیم کرتی ہے۔ بدھ ازم ترے پٹک کو مانتا ہے۔ یہودیت اور عیسائیت بائبل کی قائل ہے۔ چند ناموں یا لفظوں میں سرسری مشابہت کی بنا پر ان مذاہب میں باہمی طور پر گہرا رابطہ کا دعویٰ کرنا علمی تحقیق کا ثبوت نہیں۔

ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ بائبل مذاہب اور ہندو ازم، بدھ ازم میں مشابہتیں نہیں ہیں۔ ہم تو قرآن مجید کے اس ارشاد کو خوب سمجھتے ہیں کہ اِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (الفاطر: 25) اور ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مذاہب یہودیت، عیسائیت، ہندو ازم، بدھ ازم سب خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ مگر بعد والوں نے ان مذاہب کی بنیادی تعلیمات میں اور ان مذاہب کی کتابوں میں بنیادی تبدیلی کی۔ قرآن ان تمام کتابوں کی اصل بنیادی تعلیم کو تسلیم فرماتا ہے۔ صرف ان کے بگاڑ کی تردید فرماتا ہے۔

اب اگر یہ سب مذاہب اصلاً خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے تو ان کے بگاڑ کا حصّہ نکال کر لازماً اصل تعلیم میں مشابہت ہو گی اور یہ حقیقی وجہ ہے کہ تمام اہم مذاہبِ عالَم میں بہت سے اختلاف کے باوجود بہت سا اتفاق بھی پایا جاتا ہے۔ دوسری وجہ مڈل ایسٹ اور ہندوستان کے مذاہب میں اشتراک کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تحقیق کے مطابق حضرت آدم جب اپنے مڈل ایسٹ کی جنّت سے ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو ہندوستان تشریف لے گئے اور اس طرح مڈل ایسٹ اور ہندوستان کے مذاہب میں اشتراک اور مشابہت ایک دوسرے سے اثر و تأثر کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

....

بقیہ: حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ جرمنی 2015ء۔ از صفحہ 2

آئرلینڈ سب سے زیادہ عیسائیت پر عمل کرنے والا ملک ہے۔ اب انہوں نے Homosexuality کا قانون پاس کیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم اس کو گناہ کہتا ہے اور بائبل بھی اس کو گناہ کہتی ہے۔ اب انہوں نے اس قانون کے بنانے کے لئے ریفرنڈم کیا ہے تو ریفرنڈم کے ذریعہ یہ قانون بنایا ہے اور آرچ بشپ نے کہا ہے کہ ریفرنڈم کی وجہ سے ہمیں اپنی رائے تبدیل کرنا پڑی ہے کہ Homosexuality کا قانون ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: اصل یہ ہے کہ لوگ مذہب کو follow کریں اور مذہب پر چلیں۔ نہ یہ کہ مذہب کو لوگوں کے عمل کے مطابق ڈھالا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور احمدیہ کمیونٹی میں خواتین اپنے مختلف پروگراموں میں involve ہوتی ہیں اور اپنے سارے پروگرام خود کرتی ہیں اور آزادی سے کرتی ہیں۔

جلسہ سالانہ یوکے میں ایک جرنلسٹ خاتون لجنہ جلسہ گاہ میں آئی تھی۔ لجنہ جلسہ گاہ خواتین کارکنات نے خود آرگنائز کیا تھا۔ ان کے اپنے پروگرام تھے۔ تو اس خاتون جرنلسٹ نے بعد میں بتایا کہ یہاں آنے سے قبل میرے تحفظات تھے کہ نہ جانے مجھ سے کیا سلوک ہوتا ہے اور مجھے کن پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن یہاں تو میں نے زیادہ آرام محسوس کیا ہے۔ آزادی سے سب کام ہو رہے تھے۔ میں چرچ جاتی ہوں وہاں مجھے کبھی اتنی عزت نہیں ملی جتنی یہاں ملی ہے۔ سولہ سترہ ہزار خواتین اپنے پروگراموں میں آزاد تھیں۔ مجھے یہاں مزا آیا ہے۔ مرد حضرات میری طرف دیکھ نہیں رہے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو ہر لحاظ سے محفوظ پایا۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں یورپین خواتین نے جب اسلام قبول کیا تو قبول اسلام سے پہلے ان کی سوسائٹی فری تھی۔ اب اسلامی تعلیمات پر چلتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم زیادہ آرام میں ہیں اور اپنے آپ کو زیادہ محفوظ محسوس کرتی ہیں۔ ہماری خواتین ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں، ٹیچرز ہیں اور وہ حجاب میں زیادہ آزادی محسوس کرتی ہیں اور اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہیں۔ تو آزادی کی قدریں مختلف ہیں۔ اگر ان کا احساس ہو جائے تو ایسے سوال نہ اٹھیں۔

❁ ...... **ایک سوال یہ کیا گیا کہ جہاں آپ کی تعداد دوسروں سے زیادہ ہے وہاں آپ اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ میں اقلیتیں تھیں اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی عیسائی اور یہودی اقلیت میں تھے ان کے تمام حقوق دیئے گئے اور اسلامی حکومتوں میں ان کا ہر طرح سے خیال رکھا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آپ پر جنگ مسلّط کی جائے تو جواباً اپنا دفاع کرنا پڑے تو جنگ کے دوران پادریوں کو نہیں مارنا، کسی چرچ اور Synagogue پر حملہ نہیں کرنا اور اسے نقصان نہیں پہنچانا۔ چنانچہ جنگ میں بھی اقلیتوں کی حفاظت کو مدّنظر رکھا گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ربوہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ربوہ میں 98 فیصد آبادی احمدیوں کی ہے اور باقی وہاں عیسائی بھی ہیں اور کچھ ہندو بھی ہیں۔ اپنے پورے حقوق کے ساتھ رہتے ہیں بلکہ عیسائیوں کو چرچ کے لئے ہم نے زمین بھی دی۔

حضور انور نے فرمایا قرآن کریم کہتا ہے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ کسی کو حق نہیں کہ وہ مذہب میں دخل اندازی کرے۔

❁ ...... **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ آئرلینڈ میں Gay Marriage کا فیصلہ ہوا ہے تو وہاں کے احمدی کیا کریں گے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمنی میں بھی احمدی رہ رہے ہیں۔ یوکے میں بھی رہ رہے ہیں؟ ابھی یوکے پارلیمنٹ میں اس بارہ میں بڑا فخریہ اظہار کیا ہے کہ ہماری پارلیمنٹ میں تیس چالیس فیصد لوگ Homosexual ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جن لوگوں کو کوئی Psychological یا نیچرل پرابلم ہے تو پارلیمنٹ کا یہ کام نہیں کہ ان کو ڈسکس کرے اور ان پر کوئی بحث کرے۔ اسی طرح پارلیمنٹ کا یہ کام نہیں ہے کہ یہ بحث کرے کہ عورتیں حجاب لیں یا نہ لیں، مساجد کے مینار بنائے جائیں یا نہ بنائے جائیں۔ ہر قوم، ہر مذہب کی اپنی اپنی روایات ہیں ان میں دخل اندازی نہیں ہونی چاہئے۔ جو لوگ Homosexuality میں مبتلا ہیں تو کیا ضرورت ہے کہ پارلیمنٹ میں لا کر ان کی باتوں کو اوپن کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: اب جو آئرلینڈ میں ریفرنڈم ہوا ہے۔ آئرش احمدیوں نے اس کے خلاف ووٹ دیا ہے۔ آئرش احمدی تو ایک شہری کی حیثیت سے وہاں رہ رہے ہیں اور اپنے کردار سے، اپنے رویّہ سے ایسے قوانین سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: میرے نزدیک یہ Law، یہ قانون ملک کو Spoil کر دے گا۔ یہ لوگ اس قانون کے ذریعہ اپنے بدانجام کو دعوت دے رہے ہیں۔

❁ ...... **ایک سوال یہ کیا گیا کہ احمدی کون ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ امام مہدی اور مسیح آخری زمانہ میں آئے گا اور آپ نے امام مہدی و مسیحؑ کے آنے کی نشانیاں بھی بیان فرمائیں تو آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق وہ مہدی و مسیحؑ آچکا اور جو نشانیاں بیان فرمائی تھیں وہ سب پوری ہو چکیں، سارے نشانات پورے ہو چکے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 1889ء میں احمدیہ کمیونٹی کا آغاز کیا۔ اور ہم نے آپ کو قبول کیا۔ ہم ایک خدا، ایک قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین مانتے ہیں۔ آپؐ کے بعد نئی شریعت کے ساتھ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہاں ظلّی نبی آسکتا ہے۔

جہاں تک دوسرے مسلمانوں کا تعلق ہے وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مسیحؑ نے آسمان سے آنا ہے اور وہ ابھی تک آسمان سے مسیحؑ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور اب تو پندرہویں صدی آچکی ہے۔ پس احمدی مسیح موعود کو ماننے والے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہر مسلمان احمدی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام محمدؐ اور احمدؐ ہیں۔ ہم نے احمدی نام رکھا تا کہ ہمارا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین میں ہو۔ حنبلی، شافعی، حنفی، مالکی وغیرہ نام ہم نے نہیں رکھے۔

باقی قرآن کریم تو کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مسلمان تھے۔ جو بھی اپنے مذہب کی سچی اور حقیقی تعلیم پر عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔

❁ ...... **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ کیا آپ دنیا کے مذہبی لیڈرز سے رابطہ رکھتے ہیں۔ کیا پوپ اور دلائی لامہ سے ملے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے تو ملنے کا چانس نہیں ہوا۔ 1924ء میں جب جماعت کے دوسرے خلیفۃ المسیح نے یورپ کا دورہ کیا تو آپ اٹلی بھی تشریف لے گئے اور وہاں پوپ سے ملنے کی کوشش کی تو پوپ نے یہ بہانہ کیا کہ ہماری تعمیرات ہو رہی ہیں اس لئے ملاقات مشکل ہے، مل نہیں سکتا۔ اس پر ایک جرنلسٹ نے اٹلی کے اخبار میں لکھا کہ چونکہ پوپ احمدیہ مسلم لیڈر سے ملنا نہیں چاہتا اس لئے اس کا محل کبھی مکمل نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: ورلڈ ریلیجیس کانفرنس لندن میں گلڈ ہال میں منعقد ہوئی۔ اس میں مختلف مذاہب کے نمائندے آئے۔ عیسائی، کیتھولک چرچ، اسرائیل سے بھی آئے، دروز قوم کے بھی نمائندے تھے۔ اسی طرح ہندو اور دوسرے مذاہب کے تھے۔ دلائی لامہ کا پیغام پڑھا گیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: میں تو دلائی لامہ کو ملنے کے لئے تیار ہوں۔ مَیں نے سنا ہے کہ شاید اس کا اپنا بیان ہے کہ میں آخری دلائی لامہ ہوں۔

پروفیسرز حضرات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات سات بجکر پانچ منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر ان تمام مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 17 فیملیز کے 59 افراد اور 42 افراد نے انفرادی طور پر ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی جماعتوں Nidda، Ahaus، Hanau، Viersen، Hannover، Köln، Münster، Mannheim، Kassel، Osnabrück، Leeheim، Trier، Viersen، Trier، Russelsheim West، Balingen، Olpe، Düren اور Zwickau کی جماعتوں سے آئی تھیں۔

کولون (Köln) سے آنے والے احباب 190 کلومیٹر، Kassel سے آنے والے 200 کلومیٹر، میونسٹر (Münster) سے آنے والی فیملیز 275 کلومیٹر اور Osnabrück سے آنے والے احباب اور فیملیز 330 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

ان سبھی فیملیز اور احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔

لجنہ اماء اللہ جرمنی اور مجلس انصار اللہ جرمنی کے مرکزی دفاتر کی نئی وسیع و عریض عمارت 'بیت العافیت' کا افتتاح

مجلس انصار اللہ جرمنی اور لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنے مرکزی دفاتر کے لئے جماعت جرمنی کے مرکزی سنٹر 'بیت السبوح' کے بالمقابل، قریب ہی ایک وسیع و عریض عمارت خریدی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عمارت کا نام 'بیت العافیت' رکھا ہے۔

آج 'بیت العافیت' کے افتتاح کا پروگرام تھا۔ پروگرام کے مطابق سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیدل ہی اس عمارت کے معائنہ اور افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔

مجلس انصار اللہ کے ممبران اور لجنہ اماء اللہ کی ایک بڑی تعداد نے حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔ بچیوں کے گروپ خیر مقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس عمارت کے مرکزی دروازہ پر تشریف لائے تو صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

عمارت کی تفصیلات

یہ وسیع و عریض عمارت پانچ منازل پر مشتمل ہے۔ اس کے قطعہ زمین کا کل رقبہ 3811 مربع میٹر ہے اور جو Covered Area ہے اس کا کل رقبہ 11250 مربع میٹر ہے۔ اس میں کئی وسیع و عریض ہال ہیں اور بڑی تعداد میں دفاتر ہیں۔ اس کی دو منازل لجنہ اماء اللہ اپنے دفاتر اور ہالز کو کھیلوں کے پروگرام کے لئے استعمال کرے گی اور دو منازل مجلس انصار اللہ استعمال کرے گی۔

اس عمارت کی قدرے تفصیل اس طرح ہے کہ تہ خانہ (Basement) کو ملا کر یہ پانچ منزلہ عمارت ہے۔ اس عمارت میں چھ عدد اپارٹمنٹس (رہائشی گھر) بھی ہیں۔ تہ خانہ (Basement) کا رقبہ 2215 مربع میٹر ہے۔

گراؤنڈ فلور پر 10 کمرے ہیں۔ گیسٹ ہاؤس موجود ہے۔ ایک عدد کچن اور چار باتھ رومز ہیں اور ایک بڑا ہال ہے جس کا رقبہ 1318 مربع میٹر ہے۔

فرسٹ فلور پر کمروں کی تعداد 13 ہے۔ ایک عدد کچن اور پانچ باتھ رومز ہیں۔اس کے علاوہ ایک بڑا ہال بھی ہے جس کا رقبہ 1223 مربع میٹر ہے۔ (گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور مجلس انصاراللہ کے زیراستعمال ہوں گے)

سیکنڈ فلور پر کمروں کی تعداد 21 ہے۔ ایک کچن اور آٹھ باتھ رومز ہیں۔ علاوہ ازیں 917 مربع میٹر پر مشتمل پانچ سٹور رومز ہیں۔

تھرڈ فلور پر کمروں کی تعداد آٹھ ہے۔ایک عدد کچن اور تین باتھ رومز ہیں۔اس منزل پر بھی ایک ہال ہے جس کا رقبہ 902 مربع میٹر ہے۔(سیکنڈ فلور اور تھرڈ فلور لجنہ اماءاللہ جرمنی کے زیراستعمال ہوگا)

Basement میں 55 گاڑیوں کے پارک کرنے کی جگہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے لجنہ کے دفاتر اور ان کے لئے مختص ایریا کا معائنہ فرمایا۔ بعدازاں مجلس انصاراللہ کے دفاتر اور دوسری مختلف جگہوں اور ہالز کا معائنہ فرمایا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بڑے ہال میں تشریف لے آئے جہاں اس عمارت کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس افتتاحی تقریب میں شمولیت کے لئے لجنہ اماءاللہ اور مجلس انصاراللہ کی مجالس کے عہدیداران ملک بھر کی مجالس سے آئے ہوئے تھے۔

افتتاحی تقریب

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم صادق محمد طاہر صاحب نے کی اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد صدر مجلس انصاراللہ جرمنی مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا:

یہ جو عمارت 2؍فروری 2015ء کو خریدی گئی ہے۔ اس کے بارہ میں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ سال 1987ء تا 1991ء اس عمارت کا ایک حصہ جماعت جرمنی کا نیشنل مرکز رہا۔ اس وقت کرایہ پر ایک منزل حاصل کی گئی تھی اور جماعتی مرکز کے علاوہ تینوں ذیلی تنظیموں کے مرکز بھی اسی منزل پر تھے۔

ان سالوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس مرکز میں تشریف لائے تھے اور جماعتی پروگرام ہوئے تھے اور سال 1989ء میں حضرت مریم صدیقہ صاحبہ مرحومہ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) بھی بحیثیت 'صدر لجنہ اماءاللہ مرکزیہ' یہاں تشریف لائی تھیں اور لجنہ کے ساتھ پروگرام ہوئے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے 24 سال بعد اس ساری مکمل عمارت کو صرف دو ذیلی تنظیمیں ہی خریدنے کے قابل ہوگئی ہیں۔

بعدازاں آٹھ بجکر پچاس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب

تشہد، تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ کہ مجلس انصاراللہ جرمنی اور لجنہ اماءاللہ جرمنی کو ایک وسیع عمارت اللہ تعالیٰ نے خریدنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کا نام بیت العافیت مَیں نے اس لئے رکھا تھا کہ آج کل عموماً یہ اعتراض پایا جاتا ہے کہ شاید مسلمان شدّت پسندی کی تعلیم دینے والے ہیں۔ اور شدّت پسندی پر عمل کرنے والے ہیں۔ گو کہ جماعت احمدیہ کا image باقی ممالک کی طرح جرمنی میں بھی بڑا اچھا ہے اور لوگوں میں بھی اچھا تاثر قائم ہے اور حکومت کے حلقوں میں بھی قائم ہے کہ یہ امن پسند جماعت ہے۔ لیکن بہرحال اس کا اظہار بھی ہوتے رہنا چاہئے اور یہ مستقل اظہار ہے۔ دنیا کو پتا لگے کہ یہاں جو عمارت اب جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کے زیرِ استعمال آنے والی ہے وہ کسی دہشتگردی کے مقاصد کو پورا کرنے والی نہیں۔ بلکہ ہم نے ایک عافیت کا حصار بننے کے لئے یہاں قدم رکھا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا تھا کہ آپ اس زمانہ میں عافیت کا حصار بننے کے لئے ہی آئے ہیں۔ آپؑ نے اپنے ایک مصرعہ میں فرمایا ہے کہ

''ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار''

تو اِس عافیت کے حصار کا اظہار ہر جگہ ہر احمدی سے ہونا چاہئے۔ اور انصاراللہ کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں ایک بڑی پختہ سوچ بن جاتی ہے اور اِس سوچ کے ساتھ ان کو جہاں غیروں میں اس بات کو مزید راسخ کرنا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہوئے امن، محبت اور سلامتی کی نہ صرف تعلیم دیتی ہے بلکہ دنیا کو اِس میں سمیٹتی بھی ہے اور اپنے ہر اظہار سے، اپنے ہر عمل سے یہ جماعت ایک ایسی پناہ گاہ ہے جس میں ہر ایک محفوظ ہے۔

انصاراللہ کا ایک تو باہر کا اظہار ہے، دوسرے اپنے گھروں میں بھی آپ کی ایسی عملی تصویر بنی چاہئے اور آپ کے بچّے اور آپ کی بیوی، آپ کے گھر والے، آپ کے خاندان والے اس بات کو سمجھنے والے ہوں اور یقین رکھنے والے ہوں کہ ہمارے گھروں کے جو نگران ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا قوّام بنایا ہے یہ نہ صرف ہماری ظاہری ضروریات پُوری کرنے والے ہیں بلکہ ہر قسم کی عافیت ہمیں ان سے ملنے والی ہے۔ ہمارے جذبات کا خیال رکھنے والے ہیں۔ ہمارے گھروں کے سکون کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنے والے ہیں۔

اِسی طرح لجنہ اماءاللہ ہے ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگوں میں ایک تأثر ان ملکوں میں رہتے ہوئے پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید یہ آزادی جو ہے، غلط قسم کی آزادی وہی دنیا کی ترقی کا باعث ہے۔ اسلام آزادی دیتا ہے لیکن وہ آزادی جو خدا تعالیٰ کے احکامات کے اندر رہتے ہوئے قائم ہو اور ہر ممبر لجنہ اور ہر لڑکی پندرہ سال کی عمر سے لجنات کی ممبر بن جاتی ہیں۔ ہر لڑکی جو لجنہ میں داخل ہوتی ہے اس کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ حقیقی عافیت، حقیقی پناہ گاہ اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں نہ کہ لوگوں کی ظاہری چکاچوند اور آزادی کو دیکھ کر ان کے پیچھے چلنے والے ہوں۔

پس جب اس عمارت میں آپ کے دفاتر قائم ہوئے ہیں یہاں جب آپ planning کریں گے، یہاں جب آپ میٹنگ کریں گے، یہاں جب آپ منصوبہ بندی کریں گے تو ہمیشہ یہ یاد رکھیں اور یہاں آنے والی ہر ممبر کو یاد رکھنا چاہئے اور ہر آنے والے ممبر کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے اپنے اظہار سے، اپنے ہر عمل سے اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ جماعت احمدیہ کے گھروں میں بھی امن اور سکون ہے اور جماعت کے ماحول میں اور باہر بھی امن اور سکون ہے اور ہم حقیقی اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔

پھر جب بھی ایک نئی عمارت خریدی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے ہم شکرگزار ہوتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے اظہار کو دیکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام فرمایا تھا کہ وَسِّعْ مَکَانَک کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی ضروریات بڑھتی جا رہی ہیں۔ کہاں وہ قادیان تھا، کہاں جرمنی اور دنیا کے دوسرے ممالک ہیں جہاں ہر روز ایک نیا رخ مکانیت کی وسعت کا ہمیں نظر آتا ہے۔

پس اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فرمایا کہ وَسِّعْ مَکَانَک تو اس وقت کوئی وسائل نہیں تھے۔ لیکن یہ صرف ارشاد نہیں تھا، یہ صرف حکم نہیں تھا بلکہ ایک پیشگوئی بھی تھی کہ تمہیں اس حالت میں کہ جبکہ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور وہ حالت یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا وَسِّعْ مَکَانَک اور میرے پاس مکانیت کی وسعت کے لئے کوئی رقم نہیں۔ پانچ روپے دے کر ایک شخص کو بھیجا کہ بٹالہ جاؤ، کچھ لکڑی پچھیاں اور کانے لے آؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کے الہام کو پُورا کرنے کے لئے ایک چھپّر ڈال دیں۔

آج اس چھپّر کا دنیا کے 206 ممالک میں پھیلاؤ ہو چکا ہے اور وہ چھپّر چھپّر نہیں رہا بلکہ کنکریٹ کی مضبوط عمارتیں بن چکی ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا صرف ایک حکم نہیں تھا بلکہ ایک پیشگوئی تھی جو ہر نئی عمارت میں ہم پُورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں شکرگزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو جس طرح افراد میں وسعت عطا فرما رہا ہے اسی طرح اپنے وعدوں کے مطابق مکانیت میں وسعت عطا فرما رہا ہے۔

لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ایک مقصد روحانیت میں ترقی بھی تھا۔ اس میں بھی ہر لجنہ ممبر کو، ہر ناصر کو، ہر خادم کو ہر فردِ جماعت کو وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی روحانیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اپنے تعلق کو اللہ تعالیٰ سے پہلے سے زیادہ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ تب ہی ہم حقیقی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو پُورا کرنے والے ہوں گے۔ اور جہاں تک انصاراللہ کا سوال ہے تبھی وہ اس بات کے حقدار ہوں گے کہ کہہ سکیں ہم انصاراللہ ہیں۔ اور تب ہی لجنہ اماءاللہ یہ کہنے کی حقدار ہوگی کہ ہم لجنہ اماءاللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں، اس کے احکامات پر عمل کرنے والی ہیں اور اس کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ جو اعلیٰ مقاصد جماعت کے سامنے ہیں ان کو ہم ہر رنگ میں ہمیشہ پھیلاتے چلے جائیں اور جو اللہ تعالیٰ ہمیں انعامات سے نواز رہا ہے ان کا صحیح حق ادا کرتے ہوئے شکرگزار بنتے چلے جائیں۔ اب دعا کرلیں۔

خطاب کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

عشائیہ

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریب عشائیہ میں شرکت فرمائی اور اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا کھانے کی سعادت پائی۔

تقریب آمین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس بیت السبوح تشریف لے آئے۔ جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

درج ذیل 25 لڑکوں اور لڑکیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ آمین کی تقریب میں حصہ لینے والے خوش نصیب بچوں کے نام یہ ہیں۔

روشان احمد کاہلوں، محمد انصر اشرف، طاہر اسلم کاہلوں، فائز احمد اعوان، ساشر غوری، راجہ حسان، راجہ روشان، مصور رشید، ولید محمود میر، سفیر صادق جنجوعہ۔

ملیحہ اظہر، ملیحہ احمد، دانیہ احمد، ملیحہ زینب محمود، فضّا جمشید، عافیہ احمد، زبدہ چوہدری، ساول احمد، جاذبہ اعجاز، فوزیہ احمد، وردہ یوسف، عریشہ نصرت، مناہل رحمان، نمل گل، رابعہ لقمان کاہلوں

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد منصور آخن کا میڈیا میں ذکر

'مسجد منصور' آخن کے افتتاح کے بارہ میں آج آخن شہر کے دو اخبارات نے اپنی 26 مئی 2015ء کی اشاعت میں خبر شائع کی۔ اسی طرح پروٹسٹنٹ چرچ نے اپنی ویب سائٹ پر مسجد کے افتتاح کی خبر دی۔ خبروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

❁......اخبار Aachener Zeitung نے اپنی 26 مئی 2015ء کی اشاعت میں 'مسجد منصور' کے حوالہ سے افتتاح کی خبر دیتے ہوئے لکھا:

❁......ایک معزز مہمان اور ایک عظیم الشان امن کا پیغام۔

❁......خلیفہ مرزا مسرور احمد نے جولندن سے تشریف لائے Feldstrasse کے مقام پر مسجد منصور کا افتتاح کیا۔

ایک دم سے لوگ اِدھر اُدھر ہوئے اور سب ایک طرف کو لوٹے۔ اپنی گردنوں کو بل دیتے ہوئے سب حاضرین ایک جھلک دیکھنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ایک camera team تمام واقعات film کر رہی ہے۔ ایک ہیلی کاپٹر ڈرون تصاویر کے لئے ہوا میں اڑ رہا ہے۔ ایک طرف کھڑے ہوئے بچے، معزز مہمان کی آمد کے موقع پر خیر مقدمی گیت گا رہے ہیں۔

مرزا مسرور احمد جو لندن سے آئے ہیں، وہ دنیا بھر کے احمدیوں کے خلیفہ ہیں جن کی تعداد 10 ملین سے بھی زیادہ ہے۔ یہ احمدیہ مسلم جماعت ایک ایسا اسلامی فرقہ ہے جو انیسویں صدی کے آخر پر قائم ہوا ہے۔ Aachen کے احمدیوں کے ساتھ، جن کی تعداد 200 تک ہے، خلیفۃ المسیح نے نئی مسجد منصور کا افتتاح کیا جو Feldstrasse کے مقام پر واقع ہے۔ اس کی تعمیر کی رقم مقامی احمدیوں کے چندوں سے ممکن ہوئی۔ ان احمدیوں کی تعداد جرمنی بھر میں پچاس ہزار سے قریب ہے۔

ناظرین کی نظر فوراً 14 میٹر بلند مینار اور اس کے ساتھ کے 5 میٹر بڑے گنبد پر پڑتی ہے۔ عبادتگاہ کا کل پلاٹ 150 مربع میٹر ہے اور مسجد میں 200 افراد کو نماز پڑھنے کی جگہ مہیا کی گئی ہے۔ تقریباً تین سال قبل 2012ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور آج کے دن اس کا افتتاح ہو رہا ہے۔

خلیفۃ المسیح نے حاضرین کو آپس میں اچھا سلوک کرنے کو کہا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کوئی ظالم بادشاہ نہیں بلکہ وہ تو انسانوں سے پیار اور رحمانیت کا سلوک فرماتا ہے۔ کئی سو لوگوں نے خلیفۃ المسیح کا خطاب، ایک عارضی طور پر لگائے گئے ٹینٹ میں بیٹھ کر سنا، جن میں شہر کے سیاستدان بھی شامل تھے۔

❁......ایک دوسری اخبار Aachener Nachrichten نے بھی اپنی 26 مئی 2015ء کی اشاعت میں مسجد منصور Aachen کے افتتاح کے حوالہ سے درج ذیل خبر شائع کی

کہ ''اسلام کا دوستانہ چہرہ''۔

مسجد منصور کا Feldstrasse کے مقام پر افتتاح ہؤا۔ اس کے افتتاح کے لئے جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ خود لندن سے تشریف لائے۔ مذاہب کے مابین کی ہم آہنگی کو انہوں نے ضروری قرار دیا۔

ایک خوشی، فضا میں محسوس ہو رہی ہے۔ Feldstrasse کے علاقہ میں مسجد منصور کا افتتاح ہے۔ افتتاح کے لئے جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ تشریف لا رہے ہیں۔ خلیفۃ المسیح جو کہ لندن میں رہائش پذیر ہیں دوسری بار Aachen تشریف لا رہے ہیں۔ پہلی بار سنگِ بنیاد کے موقع پر آئے تھے۔

2003ء سے وہ دنیا بھر میں کئی سو ملین مسلمانوں کے روحانی سربراہ ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ خلیفہ کا انتخاب جمہوری طور پر جماعت کی ایک الیکشن کمیٹی سے ہوتا ہے۔ یہ پھر زندگی بھر تک کا ہوتا ہے۔

230 احمدی اس علاقہ میں آباد ہیں۔ مسجد کے اردگرد کافی جگہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایک multifunctional room ہے جس میں مختلف پروگرامز اور گیمز کی جا سکتی ہیں۔......

اس وقت اس علاقہ کی جماعت میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ ان کا ایک اپنا نماز پڑھنے کا کمرہ ہے۔ خواتین گیارہ سال تک کی عمر کے بچوں کو ساتھ لے جاتی ہیں۔ ایک sliding door سے مردوں کی نماز پڑھنے کی جگہ کو الگ کیا ہؤا ہے۔...... دیوار پر نمایاں طور پر 'اللہ ایک ہے' لکھا ہوا ہے۔

200 سے زائد افراد خلیفۂ وقت کا خوشی سے انتظار کر رہے ہیں۔ ان میں مختلف لوگ ہیں اور ساتھ مئیر Marcel Phillip صاحب بھی موجود ہیں۔ بچیوں کا ایک گروپ بھی موجود ہے۔ Aachen شہر کے گھوڑ سوار بھی موجود ہیں جو معزز مہمان کا استقبال کریں گے۔

ایک بڑی گاڑی سامنے رکتی ہے۔ مصافحہ ہو رہا ہے اور پھول دیئے جا رہے ہیں۔ بچوں کا گروپ خیر مقدمی گیت گا رہا ہے اور بہت سے کیمروں کی flashes چمک رہی ہیں۔ خلیفۃ المسیح نے مسجد کی دیوار میں نصب تختی سے پردہ ہٹایا اور پھر ٹینٹ میں تشریف لے گئے جہاں افتتاح کی تقریب منعقد ہوئی۔

سال 2012ء میں تعمیراتی کام کا آغاز ہوا۔ modern انداز سے عمارت تیار کی گئی۔ کل جگہ 2600 مربع میٹر کی ہے، عبادت کی جگہ 150 مربع میٹر پر مشتمل ہے جس میں 200 نمازیوں کے لئے جگہ ہے۔ ایک پانچ میٹر بلند گنبد بھی ہے اور 14 میٹر بلند مینار ہے۔

دیواروں کو مشرقی design سے خوبصورت کیا ہؤا ہے۔ اور ایک اہم بات یہ تھی کہ پارکنگ کے لئے کافی جگہ موجود ہے۔ مسجد کی کھڑکیوں پر اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے کچھ نام لکھے ہوئے ہیں بعض جرمن میں بھی ہیں۔

احمدیہ جماعت وہ واحد مسلمان جماعت ہے جو ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہے۔ مذاہب کے مابین ہم آہنگی کو خلیفہ صاحب نے ضروری قرار دیا۔

....

اخبار Aachener Nachrichten اور اخبار Aachener Zeitung یہ دونوں روزانہ شائع ہونے والے اخبار ہیں اور دونوں کی 113,495 کی تعداد میں سرکولیشن ہے۔

❁...... پروٹسٹنٹ چرچ نے آخن کے متعلق اپنی ویب سائٹ پر خبر دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ہفتہ کی شام کو آخن میں مسجد منصور کے افتتاح کے موقع پر مرزا مسرور احمد نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ وہ تمام انسانوں کی خدمت کریں۔ مذہبی رہنما، جنہیں ان کے پیروکار خلیفہ اور موعود مسیح کا جانشین کہتے ہیں، نے کہا کہ اسلام تمام ایمان لانے والوں سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے۔ خلیفہ صاحب نے کہا: خدا کوئی جابر بادشاہ نہیں بلکہ وہ انسانوں کو محبت اور رحم دینا چاہتا ہے۔ اور ساتھ اپنے آپ کو انتہا پسند مسلمانوں سے الگ کیا۔ آخن کے لارڈ مئیر نے اسے ایک خوشکن دن قرار دیا۔ اس کے بعد مسجد کے متعلق معلومات لکھی ہیں اور کہا ہے کہ جرمنی کے امیر نے کہا کہ مسجد ایک بڑے دو خاندانوں کے گھر جتنی ہے۔

صوبائی ریڈیو WDR نے بھی خبر نشر کی۔

..................................(باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 09 رمئی 2015ء بروز ہفتہ نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ بشریٰ بھٹی صاحبہ (اہلیہ مکرم امتیاز احمد صاحب بھٹی۔ ٹوٹنگ۔ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 6 رمئی 2015 کو مختصر علالت کے بعد 69 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت منشی محمد عبد اللہ سیالکوٹی صاحبؓ اور حضرت مرزا مہتاب بیگ صاحبؓ کی نواسی تھیں۔ آپ 1993ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے یوکے آئی تھیں اور یہاں ٹوٹنگ میں رہائش پذیر تھیں۔ آپ نے اپنے حلقہ میں چھ سال تک صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ جماعت کے ساتھ گہرا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام رسول صاحب مرحوم۔ کراچی)

10 راپریل 2015ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت منشی خادم علی صاحبؓ اور دادی حضرت حاکم بی بی صاحبہؓ آف کلاس والا ضلع سیالکوٹ کو 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، بہت بہادر، مہمان نواز، غریب پرور، کفایت شعار، باقاعدگی سے چندہ جات ادا کرنے والی، بڑی وفادار، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نصیر احمد شاہد صاحب (مربی سلسلہ) آجکل فرانس میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب پریمی (ریٹائرڈ مبلغ سلسلہ۔ ربوہ)

یکم اپریل 2015ء کو نیویارک میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ دیرینہ خادم سلسلہ تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ غانا میں بھی خدمت دین میں گزارا۔ اس کے بعد ریٹائر ہونے تک وکالت تبشیر تحریک جدید ربوہ میں خدمات بجا لاتے رہے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ نہایت سادہ، نیک، دعا گو، مخلص اور فدائی انسان تھے۔

(3) مکرم ابو سومر سلیمان محمد قرحیلی صاحب (آف سیریا)

گزشتہ دنوں سیریا میں باغیوں کی قید کے دوران 62 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 2012ء میں احمدیت قبول کی۔ نو احمدی ہونے کے باوجود جماعت سے بہت محبت رکھتے تھے۔ بہت مخلص باوفا، نرم دل، نیک اور صالح انسان تھے۔ آپ کا جماعت سے تعارف MTA کے ذریعہ ہوا تھا۔ حضور انور کے خطبات اور MTA کے پروگرام باقاعدگی سے دیکھتے تھے اور جماعتی کتب اور رسالہ ''التقویٰ'' شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ بیعت کے معاً بعد تمام چندہ جات کی ادائیگی شروع کر دی تھی اور نماز اور دعائیں سیکھ کر نہ صرف خود پڑھتے بلکہ اپنے بچوں کو بھی سکھاتے تھے۔ بہت حکمت کے ساتھ اپنے ماحول میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ طبیعت میں بہت انکساری تھی۔ لوگوں میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ مرحوم اپنی فیملی میں اکیلے احمدی تھے۔

(4) مکرمہ امۃ الحکیم صاحبہ (بیوت الحمد کواٹرز ربوہ)

6 راپریل 2015ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1972ء میں اپنے والد مکرم گل محمد میمن صاحب مرحوم اور بچوں کے ساتھ بیعت کر کے ربوہ منتقل ہوئیں۔ آپ زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھیں لیکن اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے سلائی کڑھائی کا کام کر کے ان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کوشاں رہتیں۔ صوم و صلوۃ کی پابند، دعا گو، تلاوت قرآن کریم کرنے والی، بے ضرر، مہمان نواز، چندہ جات میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مشکلات میں کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا۔ خلافت سے محبت، عقیدت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم مدثر احمد شاہد صاحب (مربی سلسلہ) مجلس خدام لاحمدیہ پاکستان میں نائب معتمد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ نے وفات کے بعد اپنی آنکھیں عطیہ کے طور پر نور آئی ڈونرز کو پیش کی تھیں۔

(5) مکرم محمد رمضان صاحب (ابن مکرم مجید احمد صاحب۔ کارکن دفتر صدر عمومی ربوہ)

4 مارچ 2015ء کو دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ چھ سات ماہ قبل ہی جرمنی آئے تھے۔ آپ ایک مخلص، نیک اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں والدین، بہن بھائی کے علاوہ اہلیہ اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ طیبہ مسعود صاحبہ (اہلیہ مکرم مسعود احمد ریحان صاحب۔ آف اسلام آباد)

20 اپریل 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم مولوی صالح محمد صاحب مرحوم مبلغ افریقہ کی بیٹی تھیں۔ آپ بہت عباد تگزار، دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گہری محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرمہ حنیفہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شریف احمد ڈیرھوی صاحب۔ ربوہ)

14 مارچ 2015ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، مالی قربانی میں پیش پیش، بہت سی خوبیوں کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ ناخواندہ ہونے کے باوجود اولاد کی تعلیم و تربیت پر بہت توجہ دی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے دو نواسے مکرم نصیر اللہ صاحب مربی سلسلہ استاد جامعہ احمدیہ گھانا اور مکرم نصر اقبال ظفر صاحب مربی سلسلہ فیصل آباد میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(8) مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ (اہلیہ مکرم ساجد محمود صاحب۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ملتان)

2 اپریل 2015ء کو صرف 23 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت وفا شعار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے وقف نو بیٹے کی بہت اچھی تربیت کی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

(9) مکرم حاجی طارق منور احمد صاحب (خسر مکرم ساجد محمود صاحب۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ملتان)

13 اپریل 2015ء کو اپنی بیٹی مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ کی وفات کے چند روز بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک، نیک، مخلص اور دعا گو انسان تھے۔

(10) مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم انور علی گل صاحب۔ احمد آباد سانگرہ)

5 راپریل 2015ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 1964ء میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ آپ اپنے خاندان کی پہلی احمدی خاتون تھیں۔ آپ کے دیگر بہن بھائیوں کو 1984ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ قبول احمدیت کے بعد آپ اور آپ کے بھائیوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے نہ صرف خود انتہائی صبر کا نمونہ دکھایا بلکہ دوسروں کو بھی صبر کرنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، انتہائی ملنسار، خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرمہ ساجدہ پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم بشارت احمد صاحب ضلع سیالکوٹ)

13 راپریل 2015ء کو 47 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو تقریباً 20 سال صدر لجنہ اماء اللہ کلاس والا ضلع سیالکوٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے سکول ٹیچر تھیں۔ لجنہ اور ناصرات کے اجلاسات بڑی باقاعدگی کے ساتھ منعقد کیا کرتی تھیں۔ نہایت ملنسار، ہمدرد، مہمان نواز، غریب پرور نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی سننے کی تلقین کرتی تھیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم طلب کرتے ہو۔لیکن اس انعام کو مشروط کیا ہے پہلے ایمان لانے اور ثابت قدم رہنے کے ساتھ۔ اور ثابت قدم رہنے کا یہ مطلب ہے کہ جس کی بیعت میں تم شامل ہوگئے ہو، جس اللہ پر تم نے اپنے ایمان کا دعویٰ کر دیا ہے اس کے حکموں پر عمل کرو اور ایسے عمل کرو جو حقیقی مومنوں کے عمل ہوتے ہیں۔صالح عمل وہ ہوتے ہیں جو نیک عمل ہوں، نیکی کے راستے پر لے جانے والے عمل ہوں، جو ہر لحاظ سے درست ہوں۔ایسے عمل جو ایک دوسرے کے حقوق اور واجبات ادا کرنے والے عمل ہوں۔ وہ عمل ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ ایسے عمل جو موقع و محل کی مناسبت سے کئے جائیں وہ صالح عمل۔ایک بات ایک جگہ جائز ہوسکتی ہے مگر موقعہ کے مناسب نہیں ہے تو وہ صالح عمل نہیں ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی بھی ہے اور دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی پابندی بھی۔ایسے پاک عمل اگر ہوں گے تو تبھی وہ مومن کے صالح عمل کہلا سکتے ہیں اور ایسے عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے کہ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً (النحل:98) یعنی ہم یقیناً اسے ایک حیات طیبہ کی صورت میں زندہ کردیں گے۔ایک ایسی زندگی ان کو ملے گی جو انتہائی پاکیزہ ہوگی۔ وہ پھر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کو سمیٹتی چلی جائے گی اور اعمال کا بدلہ ان اعمال کے مطابق ملے گا جو اس دنیا میں انسان کرتا ہے۔اور جیسا کہ مَیں پہلے بتا آیا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ایسے مضبوط ایمان والوں اور صالح عمل کرنے والوں کو ان کی خواہش کے مطابق دیتا ہوں۔پس نیک اور صالح عمل کرو۔ اگر نہیں کروگے تو یہ دنیا کی چیزیں عارضی ہیں۔ان چیزوں کو جنہیں اپنی زندگی کی اسباب سمجھتی ہو، مقصد سمجھتی ہو، یہ سب ختم ہونے والی چیزیں ہیں۔

جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے کہ جو تمہارے پاس ہے وہ سب ختم ہوجائے گا۔فرمایا کہ مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَاللّٰہِ بَاقٍ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجائے گا۔ جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ وَ لَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور ضرور ہم اُن لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا ان کے بہترین اعمال کے مطابق جزا دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔اور فرمایا کہ مرد یا عورت میں سے جو بھی نیکیاں بجالائے بشرطیکہ وہ مومن ہو اسے ہم یقیناً ایک حیات طیبہ کی صورت میں زندہ کردیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

پس دیکھیں، سوچیں، کون بیوقوف ہوگا جو ختم ہونے والے سودے تو لے لے اور ہمیشہ رہنے والے سودے کو چھوڑ دے۔بعض دفعہ دنیا میں نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے تنگیوں اور تکلیفوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔احکامات پر عمل کرنے کے لئے بظاہر تکالیف بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لئے قربانی کرنی پڑتی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم صبر سے یہ سب چیزیں برداشت کرلوگے تو پھر ہمیشہ کی نعمتوں کے وارث بن جاؤ گے۔ یہ دنیاوی تکلیفیں عارضی ہیں، یہ ختم ہوجائیں گی۔تمہارے ایمان میں مضبوطی اور عہدِ بیعت کو نبھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بہتری کے حالات پیدا کردے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ تم بھی بے صبری نہ دکھاؤ۔ورنہ یاد رکھو یہ بے صبری اللہ تعالیٰ کا یا مومنوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتی تمہیں ہی نقصان پہنچائے گی۔احکامات پر عمل نہ کرکے جو تم حاصل کروگے وہ دائمی فائدے کی چیز نہیں ہے اس دنیا میں ہی تم دیکھوگی کہ اس کے بداثرات ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے نیک اور صالح اعمال بجالاؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان کی مصداق بنو کہ وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی اور انہیں ضرور ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

پس ہر احمدی عورت ہمیشہ اپنے سامنے اس بات کو رکھے کہ اُس نے اِس زمانے کے لہو ولعب اور چکا چوند اور فیشن اور دنیا داری کے پیچھے نہیں چلنا بلکہ اپنی بقا کے لئے اپنے آپ کو اس دنیا کی جنتوں سے حصہ لینے کے لئے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی دائمی جنتوں کا وارث بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے، اللہ کے رسول کے احکامات پر عمل کرنا ہے، زمانے کے جس امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوئی ہیں ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہے۔اور یہی چیزیں ہیں جو آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی نسلوں کو بھی ان انعاموں کا وارث بنائیں گی جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ملنے والے ہیں اور آخر میں بھی ملنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کبھی غلط نہیں ہوسکتے۔ یاد رکھیں یہ شیطان ہے جس نے عہد کیا ہوا ہے کہ مَیں انسان کو ورغلانے کے لئے ان کی ہر راہ میں بیٹھوں گا۔ اور یہ کام پہلے دن سے ہی کر رہا ہے۔ شیطان مختلف راستوں سے آکر وسوسے ڈالتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لئے دعا سکھائی ہے اور اس زمانے میں جو آخرین کا زمانہ ہے جس میں شیطان نے مختلف صورتوں میں اپنے طرز سے دلوں میں وسوسے ڈال کر حملہ کرنا تھا ایک احمدی اور خاص طور پر احمدی عورت کو اور احمدی بچی کو جس نے احمدیت کی نسلوں کی بھی حفاظت کرنی ہے، جس پر احمدی نسلوں کی نگرانی کی بھی ذمہ داری اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی ہے، اسے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اسے مِنْ شَرِّالْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس (الناس:5) کی دعا بہت کرنی چاہئے کیونکہ فی زمانہ دجّالی اور طاغوتی طاقتیں، شیطانی طاقتیں بڑے زور سے ایسے حملے کر رہی ہیں اور اپنی شرارت کرکے مقصد پورا کرکے دلوں میں وسوسے ڈال کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔

آج کل کی تعلیم کے حوالے سے بعض نوجوان ذہنوں میں بے چینی شروع ہوجاتی ہے۔ یاد رکھیں کہ آدم اور حوّا کو بھی اسی طرح یہی شیطان نے غلط راستے پر ڈالا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ایک چیز سے منع کیا تو شیطان نے کہا کہ نہیں یہ کام کرکے تم کیونکہ دوسروں سے ممتاز ہوجاؤ گے، فرشتوں کی طرح ہوجاؤ گے اس لئے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ آخر انسان اُس کے دام میں آگیا اور نقصان اٹھایا۔آج بھی شیطان مختلف شکلوں میں آپ کو ورغلا رہا ہے۔ دنیا کی آسائشوں، سہولتوں اور دنیاداری کی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دنیا کی پُرتعیّش زندگی کی طرف توجہ دلا رہا ہے، توجہ دلا کر ورغلا رہا ہے۔کبھی علم کے بہانے سے ترغیب دلا رہا ہے کہ یہ علم ضرور حاصل کرو۔کبھی معاشی حالات کے حوالے سے غلط نوکریوں کی طرف مائل کر رہا ہے اور پھر انہی نوکریوں کی وجہ سے بعض عورتیں اپنے خاوند اور اولاد کے حقوق کو نظر انداز کردیتی ہیں۔آدم اور حوّا نے تو جب وہ کام کرلیا جس کی طرف شیطان نے اسے مائل کیا تھا تو پھر انہیں احساس ہوا کہ او ہو! یہ تو بہت بُرا ہوا ہے ہم تو شیطان کے بہکاوے میں آگئے۔ اللہ کے حکم سے نافرمانی ان پر ظاہر ہوئی تو ان کو اس نافرمانی کے بدنتائج سامنے نظر آنے لگے تو پھر آدم اور حوّا نے اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ فَدَلّٰھُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ بَدَتْ لَھُمَا سَوْاٰتُھُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْھِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ وَنَادٰھُمَا رَبُّھُمَآ اَلَمْ اَنْھَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَۃِ وَاَقُلْ لَّکُمَآ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ یعنی پس اس نے انہیں ایک بڑے دھوکے سے بہکا دیا پس جب ان دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کی کمزوریاں ان پر ظاہر ہوگئیں اور جنت کے پتوں میں سے کچھ اپنے اوپر اوڑھنے لگے استغفار کرنے لگے اور ان کے رب نے ان کو آواز دی کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یقیناً شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

یاد رکھیں بظاہر اچھی نظر آنے والی چیز ضروری نہیں کہ اچھے نتائج پیدا کرے۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں لیکن بھیانک نتائج ہی ظاہر کر رہی ہوتی ہیں اس لئے اس زندگی میں بڑا پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہئے۔ اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے تقدّس کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔اللہ سے دعا مانگ کر ہر کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اگر بہتر ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ مددگار ہو۔کسی بھی ایسے کام کو جسے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے شیطان ضرور انسان کو بہکاوے میں لاکر اس سے کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان کے بہکانے کے انداز مختلف ہیں۔مثلاً نوجوان لڑکیوں کے لئے جو پڑھنے والی لڑکیاں ہیں ان کو کہتا ہے فلاں علم حاصل کرو، علم حاصل کرنا بڑا اچھا کام ہے۔ بڑا ضروری ہے، حکم ہے، ہر مرد و عورت علم حاصل کرے لیکن کسی خاص قسم کے علم کے لئے حالات ایسے ہیں جو لڑکیوں کے لئے مناسب نہیں۔ایسا انتظام نہیں جہاں ایک احمدی لڑکی کے تقدّس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا رہائش کا انتظام ہوسکے۔ایک مِکس (Mix) سوسائٹی ہے۔ اس میں جب احمدی بچی کھلے ملے گی تو بہرحال اس ماحول کا اثر ہوگا۔اپنے والدین ساتھ قریب نہیں ہوں گے دور دراز کے ملکوں میں ہوگی۔ اس ماحول کے زیر اثر اس کا حجاب اترے گا، بے تکلّفیاں بڑھیں گی۔ جو کمزور ہوتی ہیں اور بعض دفعہ اس ماحول کے زیر اثر ایسے خوفناک نتائج بھی سامنے آئے ہیں کہ لڑکی لڑکے کے تعلقات قائم ہوگئے۔ جو اگر عارضی ہیں تو ساری عمر کے لئے بدنامی کا داغ زندگی پر لگ گیا۔اور وہ خاندان کے لئے بدنامی کا باعث بنتا ہے۔ان کے لئے بھی شرم کا باعث بنتا ہے کہ شرمندگی کی وجہ سے اس بچی کے ماں باپ جو ہیں وہ بھی جماعت سے تعلق کم کرتے جاتے ہیں۔احمدی ماحول سے تعلق کم ہوجاتا ہے جس میں دین کا رجحان ہے اور ایسے لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہوجاتا ہے جہاں پر مکمل طور پر دنیاداری میں پڑ جاتے ہیں دوسرے بچے بھی اسی دنیاداری میں ڈوب جاتے ہیں۔اگر یہ تعلق ایک لڑکے اور لڑکی کا ہے شادی کی صورت میں ہے تو پھر ایسے نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اگر لڑکا احمدی نہ ہو تو پھر آئندہ کی نسل احمدی نہیں رہتی اور یہ احساس کہ ہم نے اپنی جوانی کے جوش میں غلط فیصلہ کیا تھا شیطان کے بہکاوے میں آگئے تھے وہ پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔بعض دفعہ جوش میں ماں باپ کا یا جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ماں باپ یہ اظہار کرتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا غیر مسلم لڑکے سے لڑکی بیاہ دو۔ایک عرصہ گزرنے کے بعد جب یہ لوگ دین سے بہت دُور ہٹ جاتے ہیں پھر یہ احساس دلاتا ہے کہ او ہو! ہم نے تو بہت برا کیا۔ یہ تو احمدیت کی نسل ہی خراب ہوگئی۔ایک تو وہ صورت ہے جو مَیں نے بیان کی کہ ایک عمل کی وجہ سے پورا خاندان ہی شیطان کی گود میں چلا گیا اور دین سے کٹ گیا اور دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک مدت گزر جانے کے بعد بھی جو نتائج سامنے آتے ہیں تو لڑکی کو خود یا اس کے ماں باپ کو احساس ہوتا ہے کہ جوانی کے جوش میں بچوں کے جذبات کا خیال رکھنے کی وجہ سے جو ہم نے یہ کام کیا تھا اس نے تو ہماری نسلوں کو دین اور خدا سے دُور پھینک دیا ہے۔

تو ایک جائز کام ہے تعلیم حاصل کرنا۔حکم ہے کہ تعلیم حاصل کرو۔لیکن اس تعلیم کی وجہ سے جو روشن دماغی بعض دفعہ نام دے دیا جاتا ہے ان شرائط پر عمل نہ کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے تقدس کے لئے مقرر فرمائی ہیں شیطان کے وساوس کی وجہ سے جو خود ساختہ اپنے آپ کو ڈھیل دی تھی دینی تعلیم سے ہٹ کر ایک صحیح کام کو ان کے غلط نتائج سامنے آگئے اور اس غلط نتائج کی وجہ سے یہ جو ایک صحیح عمل ہے ایک غیر صالح عمل ثابت ہوگیا۔شادی کرنا بھی ایک حکم ہے لیکن شادی دین سے دور لے جانے والی ثابت ہو تو یہ صالح عمل نہیں ہے۔اسی طرح احمدی لڑکے بھی جو اپنی شادیوں میں اپنی پسند دیکھ کر غیر مسلموں یا غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں ان کے بھی یہی عمل ہیں۔ اگر انہوں نے شادی کے بعد اپنی بیویوں کو احمدیت و دین پر قائم نہیں کیا تو غیر صالح عمل بن جاتے ہیں۔

پس ہر جائز کام ہر ایک کے لئے صالح عمل نہیں بن جاتا۔ پس ان باتوں پر ماں باپ کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے اور نوجوان بچیوں و بچوں کو بھی۔ یہ ایک مثال میں نے دی ہے۔بعض ایسے واقعات ہوجاتے ہیں جو اس قسم کی صورتحال سامنے آجاتی ہے۔ایک انتہا ہے جو ایک اِکّا دُکّا کہیں نظر آتی ہے جیسا کہ میں نے مثال دی ہے، لیکن فکر پیدا کرتی ہے اور صرف تعلیمی اداروں میں جاکر ہی نہیں ویسے بھی بعض جگہوں پر کام کرنے کی وجہ سے یا ماحول کی وجہ سے یا دوستیاں پیدا ہونے کی صورت میں ایسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں جو احمدی لڑکے اور احمدی لڑکی کو اپنا ماحول چھوڑ کر غیروں میں شادی کرنے پر مجبور کرتے ہیں یا خود اپنے آپ کو مجبور سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

بعض احمدی لڑکیاں اپنی آزادی کے حق کے اظہار کے طور پر غیروں سے شادی کرلیتی ہیں۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اہل کتاب سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ٹھیک ہے اجازت تو ہے لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ساتھ ملا کر کافر بھی قرار دیا ہے اور یہ بھی ہے ایسے لوگوں سے تعلق قائم کرکے تم اپنی نسلوں کو خراب کرلوگے۔ پس یہ بڑے سوچنے والی باتیں ہیں بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بعد میں ایسے لوگ خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور خط لکھ کر مجھے بھی پریشان کرتے ہیں۔اس لئے ہمیشہ ایسے فیصلے جذبات کے بجائے دعا سے کرنے چاہئیں۔ اور یہ ازدواجی رشتہ قائم کرنا تو ایسا معاملہ ہے جو بہت سوچ سمجھ کر اور دعا کرکے کرنا چاہیے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب شادی کرنے لگو تو نہ دولت دیکھو نہ صورت دیکھو، نہ خاندان دیکھو۔ جو دیکھنے کی چیز ہے اور جس پر تمہیں غور کرنا چاہیے وہ دینداری ہے اسے دیکھو۔ پس اگر یہ معیار بن جائیں تو پھر

دیکھیں کس طرح ہمارا معاشرہ مکمل طور پر پاک لوگوں کا معاشرہ بن جاتا ہے۔پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی بچی اور ایک احمدی عورت کا ایک تقدّس ہے۔ اس کی حفاظت اس کا کام ہے۔کوئی ایسا کام نہ کریں جو دین سے دُور لے جانے والا ہو۔کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے تقدّس پر حرف آتا ہو۔عورتوں کو کام کرنا ہے یہ منع نہیں ہے۔ مثلاً نوکریاں کرنا، تعلیم حاصل کرنا منع نہیں ہے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اگر ایسے کام کریں گی جس سے بدنتائج نکلتے ہوں تو وہ منع ہیں۔ اس لئے ایسے کام کریں، پڑھائی میں ایسی لائن احمدی بچیاں چنیں جو اُن کو فائدہ دینے والی ہوں اور انسانیت کو بھی فائدہ دینے والی ہوں۔اب مثلاً بعض علم ہیں جیالوجی ہے یا اس طرح کے اور۔ یہ بڑے مفید علم ہیں۔لیکن ان کے لئے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ ریسرچ کے لئے کئی کئی دن بیابانوں میں پھرنا پڑتا ہے۔ایسے علم کی بجائے جس میں tour پر جانے کی وجہ سے ہر وقت ماں باپ کو دھڑکا لگا رہے بہتر ہے وہ علم حاصل کیا جائے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا یعنی علم الابدان وعلم الادیان۔

احمدی بچیاں پڑھائی میں عموماً ہوشیار ہوتی ہیں۔انہیں میڈیسن کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے اور دین کی تعلیم تو ہر احمدی مرد اور عورت کے لئے لازمی ہے۔ اس سے دنیا کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی نسلوں کو بھی فائدہ پہنچانے والی ہوں گی۔ بچیوں کے لئے زبانیں سیکھنا بڑی اچھی بات ہے اس سے بہت فائدہ ہوگا۔جماعت کو بھی فائدہ ہوگا ترجمہ کرنے والی میسّر آجائیں گی۔ دنیا کو بھی فائدہ ہوگا، آپ کی نسلوں کو بھی فائدہ ہوگا۔تو بچیوں کو ایسے مضامین لینے چاہئیں جو اُن کے لئے انسانیت کے لئے، آئندہ نسلوں کے لئے فائدہ مند ہوں اور سب سے بڑھ کر دین سیکھنے کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔اس سے فضول قسم کی باتیں، دوسروں کا استہزاء اور تمسخر، مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنا جو ہے اس سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔ دنیاداری کی باتوں اور اپنے پیسے دکھانے یا دوسرے کے بہتر حالات دیکھ کر کڑھنے اور پھر نقصان پہنچانے کی عادتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ اگر ہر احمدی عورت اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کر لے کہ اس نے ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہے اور اپنے اندر نیک اعمال کو جاری کرنا ہے، صالح اعمال کو جاری کرنا ہے تو آپ دیکھیں گی کہ دنیا میں احمدیت کس تیزی سے پھیلتی ہے، انشاء اللہ۔ اس وقت دنیا کو ایک خدا کی پہچان کروانے کی ضرورت ہے اور اس میں دنیا کی بقا ہے اس لئے پہلے اپنے آپ کو اس طرح ڈھالیں کہ آپ کا ہر عمل خالصتاً لِلّٰہ ہو جائے۔ آپ دنیا کو یہ بتانے والی بن جائیں کہ دیکھو یہ تبدیلی ہمارے اندر اس وجہ سے آئی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اُس آخری کتاب پر عمل کرنے والی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اُتاری تھی۔ اِس لئے اگر تم بھی اپنے خدا سے ملنا چاہتی ہو، اپنے دلوں کی بے چینی دور کرنا چاہتی ہو تو اس طرف آؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہیں ورغلا رہا ہے۔ تمہیں دنیا کی آسائشیں اور سہولتیں دکھا کر دھوکے میں ڈال رہا ہے۔ تم سمجھتی ہو کہ دنیا تمہارے کسی کام آئے گی۔ یہ دنیاداری کے اعمال تو صرف جہنم کا راستہ دکھانے والے ہیں۔ جنّت میں جانے اور اس دنیا میں بھی سکون قلب حاصل کرنے کے لئے نیک اور صالح اعمال کام آئیں گے۔ تو اس طرح جب آپ دنیا کو پیغام پہنچانے والی ہوں گی تو جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر رہی ہوں گی وہاں اپنی نسلوں کی بھی ضمانت حاصل کر رہی ہوں گی کہ وہ نیکیوں پر قائم رہنے والی ہیں اور ہمیشہ نیکیوں پر قائم رہنے والی رہیں گی۔ لیکن اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا اور ہمیشہ کہا کرتا ہوں اپنے اندر اعمال صالحہ بجالانے کی روح پیدا کرنی بہت ضروری ہے۔ اِس لئے اپنی عبادتوں کے بھی معیار قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکام کے بھی معیار قائم کریں۔

اب ایک پردہ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے تقدّس کی حفاظت کے لئے اس کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا۔ اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو۔ اس میں ایک تو یہ بتا دیا کہ لباس ایسا ہونا چاہیے جس سے جسم کا ننگ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ جین بلاؤز پہن کر جو باہر نکلتی ہیں تو غلط ہے۔ بعض مائیں اپنی بچیوں پر توجہ نہیں دیتیں اور کہتی ہیں ابھی چھوٹی ہے۔ حالانکہ بارہ تیرہ سال کی عمر کے بعد لباس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں سے گزار کر ڈھانک کر پہنا کرو۔ تو پردہ کا ایسا حکم ہے جس کا قرآن کریم میں مختلف زاویوں سے مختلف جگہوں پر ذکر آیا ہے تو احمدی بچیوں اور عورتوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

جن باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کھول کر احکام دے دیئے ہیں اُن کے عمل صالح ہونے کے بارے میں تو ایک مومن عورت کے دل میں ذرا بھر شبہ نہیں ہونا چاہیے اور اس کو بجالانے اور اس پر عمل کرنے پر ذرا بھر بھی تردّد نہیں ہونا چاہیے۔

آج کل مَیں نے دیکھا ہے کہ پاکستان سے جو اسائلم حاصل کر کے یہاں آنے والی بعض جلسے پر آنے والی عورتیں بھی میں نے دیکھا ہے پتہ نہیں کس احساس کمتری کے تحت ائرپورٹ سے نکلتے ہی نقاب اتار دیتی ہیں اور جو دوپٹے اور اسکارف لیتی ہیں وہ بہرحال اس قابل نہیں ہوتے کہ اس سے صحیح طور پر پردہ ہو سکے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد یہ سر سے ڈھلک رہا ہوتا ہے۔ پھر میک اَپ بھی کیا ہوتا ہے۔ اگر ایک عورت مثلاً ڈاکٹر یا کسی اور پیشے میں ہے اور اپنے پیشے کے لحاظ سے ہر وقت اس کے لئے نقاب سامنے رکھنا مشکل ہے تو وہ ایسا سکارف لے سکتی ہے جس سے چہرے کا زیادہ سے زیادہ پردہ ہو سکے اور اس کے کام میں بھی روک نہ پڑے۔ لیکن ایسی صورت میں پھر بھرپور میک اَپ بھی چہرہ کا نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ایک عورت جو خانہ دار خاتون ہے، پاکستان سے پردہ کرتی یہاں آئی ہے یہاں آ کر نقاب اتار دیں اور میک اَپ بھی کریں تو یہ عمل کسی طرح بھی صالح عمل نہیں کہلا سکتا۔ ایسی عورت کے بارے میں یہی سوچا جا سکتا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کے بجائے دنیا کو دین پر مقدّم کر رہی ہے۔ ماحول سے متأثر زیادہ ہو رہی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ شرم آتی ہے یہ دیکھ کر کہ یہاں یورپ کے ماحول میں پلی بچیاں جو ہیں، عورتیں جو ہیں وہ ان پاکستان سے آنے والی عورتوں سے زیادہ بہتر پردہ کر رہی ہوتی ہیں۔ ان لوگوں سے جو پاکستان سے یا ہندوستان سے آئی ہیں ان کے لباس اکثر کے بہتر ہوتے ہیں۔ وہاں جو برقعہ پہن رہی ہوتی ہیں اگر تو وہ مردوں کے حکم پر اتار رہی ہوتی ہیں۔ تب بھی غلط کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کے خلاف مَردوں کے کسی حکم کو ماننے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ عورتیں خود ایسا کر رہی ہیں تو مَردوں کے لئے بھی قابل شرم بات ہے ان کو تو انہیں کہنا چاہیے تھا کہ تمہارا ایک احمدی عورت کا تقدس ہے اس کی حفاظت کرو، نہ کہ اس کے پردے اتروا ؤ۔ پس ہر قسم کے کمپلیکس سے آزاد ہو کر مردوں اور عورتوں دونوں کو پاک ہو کر یہ عمل کرنا چاہیے۔ اور اپنے پردوں کی حفاظت کریں۔ ایسی عورتیں اور ایسے مردوں کو اس بات سے ہی نمونہ پکڑنا چاہیے کہ غیر مذاہب سے احمدیت میں داخل ہونے والی عورتیں تو اپنے لباس کو حیادار بنا رہی ہیں۔ جن کے لباس اترے ہوئے ہیں وہ اپنے ڈھکے ہوئے لباس پہن رہی ہیں اور احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اور آپ اس حیادار لباس کو اتار کر ہلکے لباس کی طرف آ رہی ہیں جو آہستہ آہستہ بالکل بے پردہ کر دے گا۔ بجائے اس کے دین کے علم کے آنے کے ساتھ ساتھ روحانیت میں ترقی ہو اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پہلے سے بڑھ کر پابندی ہو اس سے دور ہٹنا سوائے اس کے دوبارہ جہالت کے گڑھے میں گرا دے اور کچھ نہیں ہوگا۔ پھر ایک حکم کے بعد دوسرے حکم پر عمل کرنے میں سستی پیدا ہوگی پھر نسلوں میں دین سے دوری پیدا ہوگی جیسا کہ پہلے ہی میں بتا آیا ہوں اور پھر اس طرح آہستہ آہستہ نسلیں بالکل دین سے دور ہٹ جاتی ہیں اور برباد ہو رہی ہوتی ہیں۔

پس کسی بھی حکم کو کم اہمیت کا حکم نہ سمجھیں۔ استغفار کرتے ہوئے اللہ کے آگے جھکیں تا کہ جہاں اپنی دنیا اور عاقبت سنوار رہی ہوں وہاں نئی آنے والی نسلوں کو بھی ہر قسم کی ٹھوکر سے بچائیں۔ نئی آنے والی، جماعت میں شامل ہونے والیوں کو بھی ٹھوکر سے بچائیں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کے یہ عمل صالح ہی ہوں گے جو تبلیغ کے لحاظ سے بھی اور نئی آنے والیوں اور آپ کی نسلوں کی تربیت کے لحاظ سے بھی آپ کو احمدیت کے لئے مفید وجود بنائیں گے۔ پس آپ سب نوجوان بچیاں بھی اور عورتیں بھی اپنے جائزے لیں اپنے اندر جھانکیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں کس تعلیم کا پابند کیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں کس تعلیم کا پابند کرنا چاہتا ہے، ہمارے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتا ہے اور ہم کس حد تک اس پر عمل کر رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت میں آ کر عہد بیعت کرنے کے بعد کس حد تک اس کو نبھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اپنی نسلوں میں یہ روح کس حد تک پھونک رہی ہیں کہ آج دنیا کی نجات اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ پر عمل کرنے سے ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں پر عمل کرتے ہوئے ہم نے دنیا کو اس طرف لانا ہے تا کہ نیک اعمال کی وجہ سے دنیا کے فساد ختم ہوں۔ قرآن کریم ایک مکمل تعلیم ہے اس کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں۔ کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے دنیا کو اس طرف بلائیں، ایسے عمل دکھائیں تا کہ آپ کے اعلیٰ معیار دیکھ کر غیر عورتیں آپ سے راہنمائی حاصل کریں۔ دنیا کی عورتیں آپ کے پاس یہ سوال لے کر آئیں کہ گو ہم بعض دنیاوی علوم میں آگے بڑھی ہوئی ہیں بظاہر ہم آزاد ماحول میں اپنی زندگیاں گزار رہی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم دل کا سکون اور چین حاصل نہیں کر سکیں۔ ہمارے اندر ایک بے چینی ہے، ہمارے خاندانوں میں بٹوارہ ہے، ایک وقت کے بعد خاوند بیویوں میں اختلافات کی خلیج بڑھتی چلی جاتی ہے جس سے بچے بھی متأثر ہوتے ہیں اور سکون اور یکسوئی سے نہیں رہ سکتے۔ جب کہ تمہارے گھروں کے نقشے ہمارے گھروں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ تمہارے گھر ہمیں پرسکون نظر آتے ہیں۔ ہم تمہیں ماڈل سمجھتے ہیں۔ ہمیں بتاؤ کہ ہم یہ سکون کس طرح حاصل کریں۔ یہ غیروں کو آپ کے پاس آ کر سوال پوچھنا چاہیے۔ پھر آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اُسے تم بھول رہی ہو۔ نہ مَرد اس پر عمل کر رہے ہیں، نہ عورتیں اُس پر عمل کر رہی ہیں اور وہ ہے اس کی عبادت کرنا اور نیک اور صالح اعمال بجالانا اور یہ تمہیں حقیقی اسلام میں ہی نظر آئے گا۔ عورت کو ہمارے دین نے گھر کا نگران اور خاوند کے گھر کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی ہے۔ جب تک تم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانو گی اور اپنی ذمہ داری نہیں سمجھو گی تمہارے ہاں سکون نہیں پیدا ہو سکتا۔ اور یہ تم لوگ جو اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ سمجھتے ہو، بھول گئے ہو کہ خدا بھی ہے۔

پس آپ احمدی عورتیں کسی قسم کے احساس کمتری کے بجائے احساس برتری کی سوچ پیدا کریں۔ اپنی تعلیم کو کامل اور مکمّل سمجھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم پر پوری توجہ دیں، اس پر کاربند ہوں تو آپ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی راہنما کا کردار ادا کریں گی۔ ورنہ اگر صرف اس دنیا کے پیچھے ہی دوڑتی رہیں تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور ہاتھ ملتی رہ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسی قومیں عطا فرمائے گا جو اس کام کو آگے بڑھائیں گی۔ لیکن مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اعزاز اُن پرانی نسلوں اور پرانے خاندانوں اور ان احمدی عورتوں کے ہاتھ میں ہی رہے گا جن کو مشکل وقت میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ پس آپ لوگ اپنے اندر یہ احساس ذمہ داری کبھی ختم نہیں ہونے دیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ آپ کو توفیق دے۔ پس اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے تا کہ آپ کا ہر قدم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جانے والا قدم ہو اور آپ اپنے پیچھے ایسی نسل چھوڑ کر جانے والی ہوں جو اگلی نسلوں کے دلوں میں بھی اللہ کے دین کی عظمت پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اب دعا کرلیں۔

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 6212515 47 0092
15 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر170)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اپریل اور مئی 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

احمدی کو ایک سال قید اور جرمانہ کی سزا

منکیرہ ضلع بھکر؛ 20؍مئی 2015ء: یہاں کے رہائشی ایک احمدی دوست منصور احمد کو منکیرہ کے ایک مجسٹریٹ نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے تحت ایک سال قید اور بیس ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنا دی جس کے فوراً بعد پولیس نے انہیں گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا۔

قریباً دو سال قبل دو نوجوانوں کی منصور احمد سے دودھ دہی کی ایک دکان پر نوک جھونک ہو گئی تھی۔ ان دونوں نے اس بات کا بدلہ لینے کے لئے ایک ملّاں کو ساری بات بتائی جس پر اس نے پولیس میں رابطہ کر کے منصور احمد کے خلاف جو کہ ایک بڑی عمر کے احمدی ہیں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے تحت ایک جھوٹا مقدمہ قائم کروا دیا۔

جب مقدمہ باقاعدہ عدالت میں چلا تو یہ دونوں نوجوان اور دودھ دہی کی دکان کا مالک جو اس مقدمہ کے عینی شاہد تھے گواہی دینے کے لئے پیش ہی نہ ہوئے۔ اب مقدمہ کا مدّعی اکیلا ہی عدالت میں اس مقدمہ کو لے کر چل رہا تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مقدمہ کے جج نے یہ فیصلہ کر لیا کہ منصور احمد پر لگائے جانے والے الزام کو ثابت کرنے کے لئے عینی شاہدین کی گواہی کی چنداں ضرورت نہیں جبکہ احمدیوں کے وکیل کی جانب ہے اسے باور کروا دیا گیا تھا کہ عینی شاہدین گواہی دینے کے لئے رضامند نہیں۔ چنانچہ اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اس نے یہ فیصلہ سنایا کہ منصور احمد پر الزام ثابت ہو گیا ہے اور اسی پر اس نے سزا سنائی۔

احمدیہ مسجد کو شہید کر دیا گیا

پچنند ضلع چکوال؛ 4؍مئی 2015ء: ضلع چکوال کی ضلعی کچہری کے بیلف نے پچنند میں واقع احمدیہ مسجد کے مینار اور محراب کو شہید کر دیا۔ جس دن یہ افسوسناک واقعہ ہوا اس دن ایک ڈرامائی انداز میں پولیس کی چار گاڑیاں موقعہ پر پہنچیں اور انہوں نے مسجد کی جانب جانے والی سڑک کو دونوں اطراف سے بلاک کر دیا۔ بعد ازاں پولیس والوں اور ایلیٹ فورس کے ممبران ڈیڑھ گھنٹہ تک احمدیہ مسجد کی عمارت کے محراب اور مینار شہید کرنے کی کارروائی کرتے رہے۔ اس کارروائی سے قبل انہوں نے تمام احمدیوں کو مسجد خالی کر دینے کا کہا اور یہ حکم صادر کیا کہ وہ اس عمارت کے آس پاس بھی نظر نہ آئیں۔

عدالت نے احمدیوں کی مسجد کے مینار اور محراب کو منہدم کرنے کا حکم صادر کرتے ہوئے انہیں دس دن کی مہلت دی تھی کہ اگر اس دوران وہ کوئی قانون چارہ جوئی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ لیکن ابھی اس حکمنامہ کے اجراء پر تین روز ہی گزرے تھے کہ پولیس نے بیلف کے ساتھ مل کر یہ کارروائی کر ڈالی۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یہ فیصلہ 3؍مئی کے روز لکھا گیا جو کہ اتوار کا دن بنتا ہے۔ معمول کے مطابق اتوار کے روز عدالتیں بند ہوتی ہیں لیکن اس روز بھی احمدیوں کے خلاف فیصلہ کرنے کے لئے عدالتیں کھلی ہوتی ہیں اور جج مہیا ہوتے ہیں۔

یہ مسجد احمدیوں کی اپنی ملکیتی زمین پر بدنامِ زمانہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے اجراء سے بھی بائیس سال قبل 1962ء میں بنائی گئی تھی۔ جبکہ یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ نہ تو یہ آرڈیننس اور نہ ہی پاکستان کا کوئی اور قانون احمدیوں کو اپنی مساجد میں مینار اور محراب بنانے سے روکتا ہے۔

احمدیہ مسجد کے بعض حصوں کو شہید کرنا تو افسوسناک امر تھا ہی، اس کے ساتھ ساتھ یہ ’فریضہ‘ سرانجام دینے والے پولیس اور ایلیٹ فورس کے کارندوں نے اس مسجد میں موجود قرآن مجید کے نسخوں اور دیگر مذہبی کتب کو بھی زمین پر پھینک کر ان کے تقدّس کو پامال کیا اور ان کو نقصان پہنچایا اور انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اس طرح یہ لوگ تعزیراتِ پاکستان کی دفعات 295 اور 295A کے ساتھ ساتھ آرٹیکل 20 کی خلاف ورزی کے بھی مرتکب بنے۔ مگر ہے کوئی جوان کے خلاف کارروائی کرے؟

پولیس کے اسٹیشن ہاؤس آفیسر نے ایکسپریس ٹریبیون کے نمائندہ کو یہ بتایا کہ احمدیوں کو مسجد سے چلے جانے کا اس لیے کہا گیا کہ مبادا وہاں کوئی تصادم ہو جائے۔ جبکہ قانون اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس قسم کی کارروائی کے دوران مدعی اور مدعا علیہ دونوں فریقوں کا موقعہ پر حاضر ہونا ضروری ہوتا ہے۔

یہ افسوسناک حقیقت کہ یہ فیصلہ سنانے والا جج ملّاں کے ساتھ مِلا ہوا تھا بھی جلد منظرِ عام پر آ گئی۔

انگریزی زبان میں شائع ہونے والے ایک روزنامہ Daily Express Tribune نے اپنی 8؍مئی کی اشاعت میں اس واقعہ کی تصاویر کے ساتھ رپورٹنگ کی۔

پچنند جہاں پر یہ احمدیہ مسجد واقع تھی پنجاب کے ایک ضلع چکوال میں واقع ہے۔

1984ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے اجراء سے اب تک ستائیس (27) احمدیہ مساجد شہید کی جا چکی ہیں۔ اکتیس (31) کو انتظامیہ نے سِیل کر دیا۔ انیس (19) کو نذرِ آتش کر دیا گیا یا ان کو نقصان پہنچایا گیا۔ سولہ (16) پر مخالفین کی جانب سے زبردستی قبضہ کر لیا گیا جبکہ باوَن (52) مساجد کی تعمیر رکوا دی گئی۔

عقیدہ کو بنیاد بنا کر نوکری سے فارغ کر دیا گیا

ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ؛ 30؍اپریل 2015ء: یہاں کے رہائشی ایک احمدی عبدالحفیظ ثاقب ایک موبائل کمپنی کی فرنچائز پر سیلز آفیسر کے طور پر گزشتہ پانچ سال سے ملازمت کر رہے تھے۔ ختمِ نبوّت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والے اس علاقہ کے سرگرم ملاّؤں نے ان کے اور دیگر احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ انہوں نے ان احمدیوں کے نام بینرز پر لکھ کر مخالفت آمیز زبان سے بھرے یہ بینرز شہر میں جگہ جگہ آویزاں کر دیے جس میں ان احمدیوں سے بائیکاٹ کی اپیل کی گئی تھی۔ عبدالحفیظ کے دفتر میں کام کرنے والا ایک مینیجر اور ایک سٹاف ممبر اس پروپیگنڈا سے متأثر ہو کر ان کی مخالفت کرنے لگے۔ انہوں نے فرنچائز کے مالک کو عبدالحفیظ کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ جس پر 30؍اپریل کے روز فرنچائز کے مالک نے انہیں نوکری سے فارغ کر دیا۔ عبدالحفیظ کے ایک بیٹے اسی شہر میں ایک اور جگہ نوکری کرتے ہیں انہیں بھی ملّاں کی جانب سے نوکری سے فارغ کروا دینے کی دھمکیاں موصول ہو رہی ہیں۔

ملّاں گردی اور وہ بھی عدالت میں

کلّر آبادی، ضلع گوجرانوالہ؛ 20؍مئی 2015ء: سالِ گزشتہ میں شائع کی جانے والی ہماری رپورٹس میں ذکر آ چکا ہے کہ 27؍مئی 2014ء کے روز یہاں کے احمدیوں نے اپنے نماز سینٹر میں حسبِ معمول انتہائی پُرامن طور پر اس دن کی مناسبت سے ایک اجلاس کیا۔ ایک بدخواہ نے پولیس کو اس کی خبر کی اور احمدیوں کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ درج کرنے کا کہا۔ اس پر پولیس نے نماز سنٹر پر چھاپہ مار کر ایک احمدی مبشر احمد کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد 02؍جون کے روز مبشر احمد کے ساتھ ساتھ دو اور احمدیوں خالد محمود اور جاوید احمد کے خلاف ایف آئی آر درج کر دی گئی۔ یہ تینوں احمدی چار ماہ کے قریب عرصہ تک اسیرانِ راہِ مولیٰ رہنے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ بعد ازاں ان کی ضمانت تو لے لی گئی لیکن یہ مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے۔

امسال 20؍مئی کے روز ہونے والی اس مقدمہ کی پیشی پر مدّعی بیس پچیس ملاّؤں کو لے کر کمرۂ عدالت میں پہنچ گیا۔ بیانات ریکارڈ کیے جانے کے دوران جب مخالف فریق کو یہ محسوس ہوتا کہ بات ان کے خلاف جا رہی ہے تو یہ ملّاں عدالت کے تمام تر وقار کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عین اس موقع پر شور وغوغا ڈالنا شروع کر دیتے۔ اس دوران یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ ملّاں پارٹی کے وکیل نے احمدیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ’انہیں پکڑو اور مارو‘۔ وہاں پر موجود کئی وکلاء بھی ملاّؤں کے ساتھ مِل گئے اور عدالت کے وقار کو پامال کرنے میں پورا پورا کردار ادا کیا۔ اس موقع پر گواہوں کو اس نازک صورتحال سے خیر خیریت سے نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچا دیا گیا۔

اس مقدمہ کو سننے والی جج ایک خاتون ہیں جنہوں نے اس سراسر ’توہینِ عدالت‘ کا کوئی نوٹس نہ لیا اور خاموشی اختیار کرنے میں اپنی بہتری سمجھی۔ اس مقدمہ کی اگلی تاریخ 27؍مئی کو دے دی گئی۔

نفرت آمیز پمفلٹ

میانوالی سندھواں، ضلع سیالکوٹ؛ مئی 2015ء: اس گاؤں کے تمام گھروں میں جماعتِ احمدیہ کی مخالفت سے بھرپور ایک پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ اس کا عنوان ’علمائے امّت کا اجماعی فتویٰ‘ تھا۔ اس کی تحریر ہی ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ ’مرزائی اپنے ملحدانہ عقائد کی بناء پر کافر ہیں۔ شریعت کی رو سے ان کے ساتھ خرید و فروخت، ان کی بنائی ہوئی مصنوعات کو خریدنا اور ان سے بات چیت کرنا حرام ہے۔ اے مسلمانو! مرزائیوں کی بنائی ہوئی چیزیں خرید کر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف چندہ نہ اکٹھا کرو‘

اس پمفلٹ میں علاقہ کے احمدی ڈاکٹرز اور تاجروں کے نام درج کر کے ان سے بائیکاٹ کرنے کی اپیل بھی کی گئی ہے۔

ایک معروف صحافی زیبا علی ہاشمی نے انگریزی اخبار Daily Times میں ایک آرٹیکل بعنوان Breeding hate against the Ahmadies (احمدیوں کے خلاف نفرت کی پیوندکاری) لکھا ہے جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مضمون میں اس قسم کے پمفلٹس کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

قصور کے احمدیوں کی مخالفت

کتبہ جوڑا، ضلع قصور؛ 3؍اپریل 2015ء: جماعتِ احمدیہ مسلمہ کی مخالفت کے لئے قائم ہونے والی ختمِ نبوّت کی تنظیم کے ممبران یہاں پر آج کل بہت متحرّک نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ گزشتہ تین ماہ سے لگاتار یہاں پر ختمِ نبوّت کانفرنس کر رہے ہیں اور دن بہ دن ان کی مخالفانہ کارروائیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

یہاں کے ایک احمدی محمد سلیم شاہد کی بیٹی کی شادی 3؍اپریل کو ہونا قرار پائی۔ اس شادی سے پہلے ملّاں نے گاؤں کی گلیوں میں احمدیوں کی مخالفت پر مبنی بینرز آویزاں کر دیے جنہیں احمدیوں نے غیر احمدی شرفاء کے ساتھ مِل کر اتار دیا۔ اس کے بعد انہوں نے محمد سلیم کے گھر والی گلی میں کوڑا کرکٹ اور گند کا ایک ڈھیر بنا دیا جسے محمد سلیم نے از خود صاف کیا۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے مقدّس نام پر قائم کی جانے والی تنظیم کے ممبر ایک ’عالمِ دین‘ نے اس کے بعد محمد سلیم کے گھر کی گلی سے گزرنے والی سیوریج کے پائپ کو بلاک کرنا چاہا تا کہ شادی والے گھر آنے والے مہمانوں کے لئے مشکل ہو اور انہیں تکلیف کے سامان بہم پہنچائے جا سکیں۔ اس پر تو علاقہ کے غیر احمدی شرفاء نے اس ملّاں کو بھی کہا کہ جو حرکات تم کر رہے ہو ان کی تو اسلام قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا۔

اس شادی میں کچھ غیر احمدی شرفاء بھی مدعو تھے جنہیں بعد میں ملّاں سے ’طعنے‘ سننے پڑے کہ ’تم لوگوں نے ایک کافر کے گھر سے کھانا کھایا ہے‘۔

لاہور سے آنے والی چند رپورٹس

جوہر ٹاؤن؛ 18؍مئی 2015ء: تین احمدی اقبال، اسلم اور عامر شہزاد ٹھوکر نیاز بیگ میں ایک فرنیچر فیکٹری چلاتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو لگ بھگ ڈیڑھ سال قبل مخالفت کی تاب نہ لاتے ہوئے بیرونِ ملک ہجرت کر گئے۔ ان کے بھتیجے عامر شہزاد اب اس فیکٹری کے مینیجر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ 18؍مئی کے روز عامر شہزاد فیکٹری میں آمدہ ایک کنٹینر کو وصول کرنے کے لئے اپنی فیکٹری سے باہر نکلے اور اردگرد کے دکانداروں سے گاڑیاں ایسے طور پر لگانے کا کہا کہ آنے والا کنٹینر بھی وہیں رکھا جا سکے۔ یہ بات توجہ طلب ہے کہ اس فیکٹری کے اردگرد کے اکثر دکاندار کالعدم تنظیم ’جماعت الدعوۃ‘ کے ممبر ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی گاڑیاں وہاں سے ہٹانے سے انکار کر دیا۔

ایک دکاندار نے عامر شہزاد کو اندر آنے کے لئے کہا۔ اندر پہلے سے بہت سارے ملّاں موجود تھے۔ غالباً انہیں معلوم نہ تھا کہ عامر شہزاد فیکٹری مالکان کے قریبی عزیز ہیں اسی لیے ان ملاّؤں نے ان سے پوچھا کہ وہ قادیانیوں کے لئے کیوں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ اس فیکٹری کے تمام قادیانیوں کو جان سے ہی مار ڈالیں۔ اس پر عامر شہزاد وہاں سے واپس چلے آئے۔

..............(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم میاں منیر احمد بانی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28؍فروری اور 2؍مارچ 2011ء میں محترم میاں منیر احمد صاحب بانی مرحوم کا ذکرخیر اُن کے برادراصغر مکرم شریف احمد بانی صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ قبل ازیں مرحوم کا محرّرہ ایک مضمون 28 جولائی 2006ء کے اسی کالم میں شائع ہو چکا ہے جس میں بیان شدہ بعض یادداشتیں ذیل کے مضمون سے حذف کردی گئی ہیں۔

محترم میاں منیر احمد بانی صاحب 2؍اپریل 1932ء کو کلکتہ میں پیدا ہوئے اور 78 سال کی عمر میں 14 جون 2010ء کو کلکتہ میں وفات پاگئے۔ آپ موصی تھے اور اپنی زندگی میں وصیت کا سارا حساب صاف کر چکے تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے لندن میں بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ کے والد محترم میاں محمد صدیق بانی صاحب بچوں کی تربیت کے خیال سے 1941ء میں چنیوٹ سے قادیان آبسے اور اپنے تینوں بیٹوں کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کروادیا۔ محترم میاں منیر احمد صاحب نہایت ذہین تھے۔ ہمیشہ اپنی کلاس میں فرسٹ آتے اور میٹرک کے امتحان میں یونیورسٹی میں نمایاں پوزیشن لے کر وظیفہ کے حقدار ٹھہرے۔ دینی مقابلوں میں بھی اعلیٰ کارکردگی دکھاتے۔

محترم منیر احمد بانی صاحب دفتر اوّل کے مجاہدین میں شامل تھے۔ آپ خود لکھتے ہیں کہ ایک دن مَیں والدہ صاحبہ کے ہمراہ ایک بار حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؓ نے والدہ صاحبہ سے تحریک جدید میں شمولیت کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ مَیں اور سیٹھ صاحب 1934ء سے ہی شامل ہیں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ آپ دونوں کے متعلق تو مجھے علم ہے، مَیں بچوں کے بارہ میں پوچھ رہا ہوں۔ اس پر والدہ صاحبہ نے اپنے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کی طرف سے دس روپے سالانہ کے حساب سے دس سال کے لئے مبلغ پانچ صد روپے وہیں ادا کردیئے۔ حضورؓ نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ رقم دفتر میں بھجوادی اور دوتین روز بعد ہمیں اپنے دستخط سے مزیّن سرٹیفکیٹ خود عطا فرمائے۔

حضرت امّ طاہرؓ نے ہماری والدہ کو اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔ اس پہلو سے بھی حضورؓ کا خاص قرب ہمیں حاصل تھا۔ مرحوم کو قادیان سے عشق تھا۔ ہرسال جلسہ پر حاضر ہوتے۔ اساتذہ آپ سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ جب تعلیم الاسلام کالج لاہور میں تھا حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ پرنسپل تھے۔ حضورؒ ہمیشہ 'میرا خاص شاگرد' اور 'میرا منیر' کہہ کر آپ کو یاد فرمایا کرتے۔ کئی دفعہ شکار پر اپنے ہمراہ بھی لے گئے۔ اسی طرح محترم میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب (ہیڈ ماسٹر) آپ کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں: ''......آپ کا مضمون، آپ کے زمانہ قادیان کے بارہ میں پڑھنے کا موقعہ ملا۔ آپ کو آپ کے سکول کے زمانہ یعنی آپ کے بچپن سے ہی زیادہ تر جانتا ہوں۔ آپ کی سعادتمندی اور اساتذہ کے ادب واحترام کی آپ کی صفت سے خاص طور پر متأثر تھا اور ہوں لیکن اس زمانہ کے بعد آپ نے جس صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ بالخصوص مشاہدہ کا ملکہ، وہ تو واقعتہً ایک نہایت قابل قدر چیز ہے۔ انگریزی کا ایک محاورہ ہے Observation is selective۔ لیکن آپ نے Selection والی تو کوئی بات چھوڑی ہی نہیں۔ ہر چیز پر نظر رکھتے ہیں اور نہایت عمدہ انداز اور الفاظ میں اسے بیان کرتے ہیں۔ فصاحت وبلاغت کے مالک ہیں اور اخلاص واخلاق کے پیکر۔ کہتے ہیں دنیا میں دو اشخاص ایک دوسرے سے حسد نہیں کرتے: باپ اور استاد۔ بیٹا اور شاگرد چاہے کتنا ہی بلند اور ارفع ہوجائے، باپ اور استاد ان سے حسد نہیں کرتا۔ بس یہی کیفیت میری ہے۔ آپ کے والد مرحوم میں جو نمایاں اوصاف تھے۔ اللہ کے فضل سے سب آپ نے اپنا لئے ہیں جن کا عملی ثبوت دیکھ کر میں بیحد خوش ہوں......میرے دنیا میں سینکڑوں شاگرد ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ دلی محبت ہے۔ لیکن منیر۔ منیر ہی ہے۔''

جماعت احمدیہ کلکتہ بڑی فعّال جماعت ہے۔ تقسیم ملک سے پہلے اس کا بیشتر حصہ پنجابی حضرات پر مشتمل تھا جو کاروبار یا ملازمت کے سلسلہ میں یہاں مقیم تھے۔ ان کا بڑا حصہ چنیوٹ سے تعلق رکھتا تھا اور یہ نسبتاً خوشحال تھے اور مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لیا کرتے تھے۔ 1963ء میں کلکتہ میں ایک خوبصورت مسجد بھی تعمیر ہوگئی۔ آہستہ آہستہ اکثریت پاکستان چلی گئی۔ پرانے خاندانوں میں دونوں بھائی یعنی میاں منیر احمد بانی اور میاں نصیر احمد بانی بھی ہیں۔ جو حتی المقدور اپنی اولادوں کے ساتھ خدمت کے لئے کوشاں رہے۔ برادرم منیر احمد صاحب آخری وقت تک جماعت کے ایک فعال ممبر رہے۔ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کو جوانی کی عمر میں ہی سخت قسم کی ذیابیطس لاحق ہوگئی تھی جس کی وجہ سے صحت بہت کمزور ہوگئی تھی۔ دن میں تین دفعہ انسولین کا انجکشن لگانا پڑتا تھا۔ لیکن بیماری کے باوجود آخری وقت تک سخت محنت کرتے رہے۔ کبھی کام سے ناغہ نہیں کیا اور بڑی خوبی یہ تھی کہ انتہائی زندہ دل اور خوش مزاج انسان تھے۔ ہر ملنے والا آپ کا مدّاح ہوجاتا۔

قرآن مجید سے آپ کو بہت محبت تھی۔ ایک یا دو پارے آپ نے حفظ بھی کئے تھے۔ آخری عمر میں زیادہ تر حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر ہی آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ MTA کے آنے سے پہلے TV دیکھنے کے سخت خلاف تھے۔ مال ودولت کی فراوانی کے باوجود آپ کے گھر میں TV نہیں تھا۔ جب MTA کا اجراء ہوا تو پھر گھر میں TV آ گیا۔ لیکن میں نے انہیں کبھی MTA کے علاوہ اَور کوئی چینل دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

1974ء میں جب ہمارے والد محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی کی وفات ہوئی تو اس وقت انہوں نے خدمت خلق کے بہت سے کام شروع کر رکھے تھے۔ جن میں سے کچھ کا تعلق درویشان قادیان سے تھا اور مختلف شہروں میں بیوگان اور یتامیٰ کو وظائف اور امداد کا سلسلہ تھا۔ اُن کی وفات کے بعد برادرم منیر احمد صاحب نے یہ تمام کام اسی طرح جاری رکھے بلکہ مزید کئی نئے وظائف بھی جاری کئے اور یہ سلسلہ 1974ء سے لے کر 2010ء میں آپ کی وفات تک مسلسل 36 سال جاری رہا۔ یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ آپ کے بھائی محترم میاں نصیر احمد صاحب بانی اب ان تمام کاموں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ کا بیٹا عزیزم تنویر احمد بانی (قائد خدام الاحمدیہ کلکتہ) بھی خدمت کے میدان میں بہت مستعد ہے۔

محترم منیر بانی صاحب اپنے والد کے دیئے ہوئے سبق پر ہمیشہ کاربند رہے کہ سخت محنت کرو، اسی میں عظمت ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ اسی کی راہ میں خرچ کرو یہی ہماری پیدائش کی غرض ہے۔ چنانچہ خدمت خلق کے نئے طریقے سوچتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو خیال آیا کہ مستحق افراد کی امداد روپے پیسے سے ہم کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی اشد ضرورتوں پر یہ رقم خرچ کردیتے ہیں۔ ہم لوگ جو انواع واقسام کے میوہ جات سارا سال کھاتے ہیں ان غرباء نے تو کبھی یہ پھل چکھے بھی نہیں ہوں گے۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے اچھی خاصی تعداد میں اعلیٰ درجہ کے آم منگوائے اور پارسل بنواکر ہر غریب احمدی کے گھر پر خود جاکر دے کر آئے۔ چند روز بعد ایک دوست کہنے لگے کہ مَیں اکثر سوچا کرتا تھا کہ ہر دانے پر کھانے والے کا نام لکھا ہوتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ نے کسی آم یا پھل پر ہمارا نام بھی لکھا ہے؟ لیکن جب آپ نے آموں کا تحفہ بھیجا تو دل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھولا نہیں ہے۔

مکرم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9مارچ 2011ء میں مکرم خالد منیر صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی مکرم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب کا ذکرخیر کیا ہے جو 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں شہید کردیئے گئے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ ہمارا آبائی گاؤں جبال ضلع نارووال میں واقع ہے۔ جبکہ والدہ صاحبہ کا تعلق ضلع ہوشیارپور سے ہے۔ خاندان میں سب سے پہلے احمدیت والد محترم چودھری یوسف خانصاحب نے قریباً 1930ء میں قبول کی۔ اسی سال آپ نے لاہور سے وکالت پاس کر کے ضلع گورداسپور میں وکالت شروع کی تھی۔

ہمارے نانا خان بہادر چوہدری نعمت خان صاحب سابق ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج 1916ء میں احمدی ہوئے۔ آپ کو قرآن کریم سے عشق تھا اور آپ نے دورانِ ملازمت ہی حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب امراء جماعت کا نظام جاری فرمایا تو ابتدا میں آٹھ بزرگان کو منتخب فرمایا جن میں خان بہادر صاحب بھی شامل تھے۔ آپ کا ذکر تاریخ احمدیت میں متعدد جگہوں پر ملتا ہے۔ حضورؓ نے آپ کو 33 سال (1929ء سے 1962ء تک) جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ کے کسی ایک اجلاس کی صدارت کے لئے منتخب فرمایا۔ آپ کی بیٹی محترمہ نذیر بیگم صاحبہ کا رشتہ حضورؓ نے ہی ہمارے والد صاحب کے لئے مانگا تھا اور بَری حضرت امّ طاہرؓ کی زیرنگرانی تیار ہوئی تھی۔ محترم والد صاحب کو بھی حضورؓ کی بہت قربت حاصل تھی۔ بطور وکیل آپ کو جماعت کی خاص خدمت کی توفیق بھی عطا ہوتی رہی۔ کشمیر کمیٹی میں بھی اہم خدمت کی توفیق پائی۔

ڈاکٹر طارق بشیر کی پیدائش کراچی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کراچی اور سیالکوٹ سے حاصل کی۔ آپ ایک ذہین، صلح جُو اور پیار کرنے والے سچے بچے تھے اور ہر ایک کو عزیز تھے۔ جب مالی مشکلات کی وجہ سے سیالکوٹ سے ہمیں اپنے گاؤں منتقل ہونا پڑا تو میری والدہ آپ کے سکول سرٹیفکیٹ لینے گئیں۔ سکول کی پرنسپل نے اصرار کیا کہ آپ اس بچے کو ہمارے سکول سے نہ لے کر جائیں۔ ہم اس کی فیس معاف کرنے کے علاوہ باقی اخراجات بھی دیں گے۔

گاؤں کے سکول سے آپ نے سکالرشپ حاصل کرنا شروع کیا اور ہمیشہ کرتے چلے گئے۔ کالج اور میڈیکل کی تعلیم فیصل آباد سے حاصل کی۔ 1979ء میں ڈاکٹر بنے اور فیصل آباد اور ضلع نارووال میں متعین رہے۔

ڈاکٹر طارق صاحب کی شادی اکتوبر 1984ء میں ایک نہایت مخلص احمدی خاندان میں، مکرم محمد افضل صاحب کی صاحبزادی مکرمہ بشریٰ افضل صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کو اللہ نے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں عطا کیں۔ سب بچوں کی تعلیم وتربیت بہت عمدہ کی۔

ڈاکٹر طارق اخلاص، نرم گوئی، خاموشی، سچائی اور پیار کا ایک مجسم وجود تھے۔ نہایت ذمہ دار شخص تھے۔ خدا تعالیٰ کے اِذن سے شہادت کے بعد کئی لوگوں کی خواب میں آکر بتایا کہ مَیں بہت خوش ہوں۔

2005ء میں فوج سے ریٹائر ہوکر مَیں فیملی سمیت لاہور پہنچا تو کرایہ پر مکان ملنے تک ڈاکٹر طارق صاحب کے ہاں ہی قیام کیا۔ قریباً پانچ ہفتے کا یہ عرصہ یوں گزرا کہ سخت سردیوں کے دنوں میں آپ نے اپنے دونوں بیڈروم ہمارے لئے خالی کردیئے۔ اور خود اپنی فیملی کے ہمراہ سٹور میں چارپائیاں بچھاکر اور ڈرائنگ روم کے صوفوں پر سوکر گزارا کرتے رہے۔

آپ میں صبر وتحمل کا بہت مادہ تھا۔ لیکن غیرت بھی بہت زیادہ تھی۔ جونہی کوئی اعتراض وارد ہوتا تو فوراً علمی جواب دیتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا پورا سیٹ خریدا ہؤا تھا اور انتہائی مصروفیت کے باوجود مطالعہ کرتے تھے۔ خطبات سننے کے شیدائی تھے۔

آپ نے 1986ء میں لاہور سے دو سالہ DMRD کورس کیا جس کے بعد قصور میں تعیناتی ہوئی۔ وہاں اپنے قیام کے دوران اپنے تمام غریب رشتہ داروں اور عزیزوں کا مفت علاج کرتے رہے۔ قصور میں ہسپتال کی ملازمت کے علاوہ ڈاکٹر طارق نے اپنا الٹرا ساؤنڈ کلینک کھول رکھا تھا جس میں خدا تعالیٰ کے فضل نے ان کو کمال کی مہارت دے رکھی تھی۔ مریض دُور دُور سے آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور گھنٹوں اپنی باری کا انتظار کرتے حالانکہ اردگرد اور بھی کلینک موجود تھے۔ غریبوں کا معائنہ وہ انتہائی کم قیمت میں بلکہ بعض اوقات مفت کردیتے تھے۔ 2004ء میں جنرل ہسپتال لاہور میں تعینات ہوئے اور چارسال وہاں ملازمت کی۔ پھر میو ہسپتال میں ایڈیشنل MS متعیّن ہوئے۔ آپ نے جہاں اپنے عزیزوں اور خصوصاً بچوں کے ساتھ شفقت پر اَنمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ وہاں غیروں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی یہ حال تھا کہ آپ کی شہادت پر قصور سے بھی بکثرت ڈاکٹر اپنی فیملیوں کے ساتھ تعزیت کے لئے لاہور تشریف لائے۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اگست وستمبر 2010ء میں شہدائے لاہور کی یاد میں مکرم صادق باجوہ صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

پھر شہیدانِ وفا نے باب اِک روشن کیا
جاں کا نذرانہ دیا، جام شہادت پا لیا
پیکرِ صدق و وفا بنتا گیا ہر احمدی
آخریں کے دَور نے پھر اوّلیں کو پا لیا
زعمِ باطل میں امینِ دینِ متیں کے بن گئے
بربریّت، ظلم وسفّاکی سے دیں رُسوا کیا
آہ مظلوموں کی ہرگز رائیگاں جاتی نہیں
ہے مکافاتِ عمل پاؤ گے جو تم نے کیا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 26, 2015 – July 2, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 26, 2015

00:30	World News
00:50	As-Sayyam: Programme no. 1.
01:40	Dars-e-Malfoozat
02:25	Tilawat: Recitation of part 8 of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:15	Darsul Qur'an: Recorded on May 25, 1985
04:55	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat: Surah Al-Ana'am verses 112-166.
06:50	Dars-e-Ramadhan
07:15	Rah-e-Huda: Recorded on June 13, 2015.
08:50	Indonesian Service
10:00	Darsul Qur'an: May 26, 1985.
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 94-101 with Urdu translation
13:50	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
14:20	Bangla Shomprochar
15:25	Seerat-e-Rasool
16:00	Dars-e-Malfoozat
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Chef's Corner
18:50	Seerat-e-Rasool [R]
19:25	Tilawat
20:30	Dars-e-Malfoozat [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:10	Deeni-o-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
22:50	Tilawat: Surah Al-Araaf, verses 1-88.

Saturday June 27, 2015

00:00	World News
00:20	Seerat-e-Rasool [R]
00:50	Darsul Qur'an [R]
02:25	Friday Sermon [R]
03:35	Tilawat: Recitation of part 9 of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
04:25	Rah-e-Huda [R]
06:00	Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 89-160.
07:00	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
07:30	Story Time: Programme no. 59.
08:00	International Jama'at News
08:35	Friday Sermon: Recorded on July 18, 2014.
09:45	Indonesian Service
10:55	Darsul Qur'an: Recorded on June 1, 1985.
12:30	Seerat-un-Nabi
13:05	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 102-109 with Urdu translation.
13:15	Dars-e-Ramadhan
13:35	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Al-Saum: A series of children's programme about Ramadhan.
15:25	Life Of The Promised Messiah
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Seerat-un-Nabi
19:00	Al-Saum [R]
19:20	Tilawat
20:30	International Jama'at News
21:00	Darsul Qur'an [R]
22:35	Story Time [R]
23:00	Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 161-207 and Surah Al-Anfal, verses 1-41.

Sunday June 28, 2015

00:00	World News
00:25	Darsul Qur'an [R]
01:55	Al-Saum [R]
02:35	Tilawat: Recitation of part 10 of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:20	Seerat-un-Nabi
04:10	Friday Sermon [R]
05:30	Life Of The Promised Messiah [R]
06:05	Tilawat: Surah Al-Anfal, verses 42-76 and Surah At-Tawbah, verses 1-29.
07:00	Dars-e-Ramadhan
07:15	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
07:45	Bustan-e-Waqfe Nau:Recorded on May 10, 2015.
08:55	Faith Matters: Programme no. 175.
09:55	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: Recorded on June 2, 1985.
12:40	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 110-119 with Urdu translation.
12:55	Friday Sermon: Recorded on June 26, 2015.
14:00	Shotter Shondhane: Recorded on October 2, 2011.
15:15	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:25	The Holy Prophet And Ramadhan
16:55	Kids Time: Programme no. 41.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Seerat-un-Nabi
19:40	Tilawat
20:30	Roots To Branches
21:00	Darsul Qur'an [R]
22:35	The Holy Prophet And Ramadhan [R]
23:05	Tilawat: Surah At-Tawbah verses 30-93.

Monday June 29, 2015

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan [R]
00:35	Darsul Qur'an [R]
02:25	Tilawat: Recitation of part 11 of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:20	Seerat-un-Nabi [R]
04:15	Friday Sermon [R]
05:30	The Holy Prophet And Ramadhan [R]
06:05	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 94-129 and Surah Yoonus, verses 1-23.
06:55	Dars-e-Ramadhan
07:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: Programme no. 101.
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat-e-Rasool
09:05	Medical Matters
09:40	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on March 6, 2015.
10:40	Dars-e-Malfoozat
10:50	Darsul Qur'an: Recorded on June 8, 1985.
12:25	Qur'an Sab Se Acha
13:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 120-128 with Urdu translation.
13:15	Dars-e-Ramadhan [R]
13:30	Al-Tarteel [R]
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Seerat-e-Rasool [R]
15:30	Medical Matters [R]
16:05	Rah-e-Huda: Recorded on June 13, 2015.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Somali Service
18:50	Seerat-e-Rasool [R]
19:25	Tilawat
20:30	Dars-e-Ramadhan [R]
20:45	Qur'an Sab Se Acha [R]
21:20	Darsul Qur'an [R]
23:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 24-110 and Surah Hood, verses 1-6.

Tuesday June 30, 2015

00:05	World News
00:30	Darsul Qur'an [R]
02:40	Tilawat: Recitation of part 12 of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:30	Dars-e-Malfoozat [R]
03:50	Friday Sermon: Recorded on September 11, 2009.
04:55	Seerat-e-Rasool [R]
05:30	Qur'an Sab Se Acha [R]
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 7-85.
06:55	Dars-e-Ramadhan
07:10	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 69.
07:40	Dars Majmooa Ishteharaat
08:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 17.
08:20	Art Class
09:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il: Recorded on July 9, 2014.
10:00	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: Recorded on June 9, 1985.
12:30	Noor-e-Mustafwi
13:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 129-136 with Urdu translation.
13:10	Dars-e-Ramadhan
13:30	Yassarnal Qur'an [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
16:20	Aao Urdu Seekhain [R]
16:40	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
17:00	Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:15	Noor-e-Mustafwi [R]
18:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 19, 2015.
19:30	Tilawat
20:30	Aao Urdu Seekhain [R]
21:00	Darsul Qur'an [R]
22:30	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
23:00	Tilawat: Surah Hood, verses 86-124 and Surah Yusuf, verses 1-53.

Wednesday July 1, 2015

00:00	World News
00:25	Darsul Qur'an [R]
01:55	Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad [R]
02:30	Tilawat: Recitation of part 13 of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:20	Aao Urdu Seekhain [R]
03:40	Noor-e-Mustafwi [R]
03:55	Art Class [R]
04:25	Story Time: Programme no. 58.
04:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
06:00	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 54-112 and Surah Ar-Ra'ad, verses 1-16.
07:00	Dars-e-Hadith
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
07:55	Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:40	Hamdiyya Majlis
09:45	Indonesian Service
10:50	Darsul Qur'an
12:35	Hamara Aaqa
13:05	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 137-143 with Urdu translation.
13:15	Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
16:05	Faith Matters: Programme no. 176.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Hamdiyya Majlis [R]
19:20	Tilawat
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:10	Dars-e-Hadith [R]
23:25	Tilawat: Surah Ar-Ra'ad, verses 17-144 and Surah Ibraheem, verses 1-53.

Thursday July 2, 2015

00:20	World News
00:40	Darsul Qur'an [R]
02:30	Tilawat: Recitation of part 14 of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:40	Dars-e-Hadith
04:00	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
05:00	Faith Matters: Programme no. 176.
06:00	Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 1-99 and Surah An-Nahl, verses 1-37.
06:45	Dars-e-Ramadhan
07:05	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 69.
07:30	Dars-e-Malfoozat
08:00	Beacon Of Truth: Recorded on May 31, 2015.
09:10	As-Sayyam: Programme no. 2.
09:40	Indonesian Service
10:45	Dars-e-Malfoozat [R]
11:20	Darsul Qur'an: Recorded on May 25, 1985.
12:55	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 144-148 with Urdu translation.
13:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 149-155 with Urdu translation.
13:10	Yassarnal Qur'an [R]
13:40	Friday Sermon: Recorded on June 26, 2015.
14:40	Beacon Of Truth [R]
15:45	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:20	Maseer-e-Shahindgan: Programme no. 34.
16:50	As-Sayyam [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
17:55	World News
18:20	Seerat-un-Nabi
19:25	Tilawat
20:30	Faith Matters: Programme no. 176.
21:25	Darsul Qur'an [R]
22:50	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal [R]
23:15	Dars-e-Malfoozat [R]
23:35	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 38-129.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 26 June, 2015 | Issue No. 26

ہر احمدی عورت ہمیشہ اپنے سامنے اس بات کو رکھے کہ اُس نے اس زمانے کے لہو ولعب اور چکا چوند اور فیشن اور دنیاداری کے پیچھے نہیں چلنا

ایک احمدی اور خاص طور پر احمدی عورت کو اور احمدی بچی کو جس نے احمدیت کی نسلوں کی بھی حفاظت کرنی ہے، جس پر احمدی نسلوں کی نگرانی کی بھی ذمہ داری اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی ہے، اسے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں

احمدی بچیاں پڑھائی میں عموماً ہوشیار ہوتی ہیں۔ انہیں میڈیسن کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے اور دین کی تعلیم تو ہر احمدی مرد اور عورت کے لئے لازمی ہے۔

بچیوں کے لئے زبانیں سیکھنا بڑی اچھی بات ہے اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ جماعت کو بھی فائدہ ہوگا ترجمہ کرنے والی میسّر آجائیں گی۔ دنیا کو بھی فائدہ ہوگا، آپ کی نسلوں کو بھی فائدہ ہوگا۔ تو بچیوں کو ایسے مضامین لینے چاہئیں جو اُن کے لئے انسانیت کے لئے، آئندہ نسلوں کے لئے فائدہ مند ہوں اور سب سے بڑھ کر دین سیکھنے کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔

اگر ہر احمدی عورت اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کرلے کہ اس نے ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہے اور اپنے اندر نیک اعمال کو جاری کرنا ہے، صالح اعمال کو جاری کرنا ہے تو آپ دیکھیں گی کہ دنیا میں احمدیت کس تیزی سے پھیلتی ہے، انشاء اللہ۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر 29 / جولائی 2006ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ– بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَاللّٰهِ بَاقٍ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (النحل:98-97)

ایک احمدی مسلمان عورت اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جتنا بھی شکر کرے کم ہے کہ اُس نے یا اسے احمدی گھروں میں پیدا کیا یا احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی جہاں اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کا علم اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہؤا۔ اور نہ صرف علم ہؤا بلکہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق آپ نے اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند رہنے کی تلقین فرمائی کہ عورت کا حق اسے دو، اس کی عزت کرو، اس سے نرمی اور پیار اور محبت سے پیش آؤ۔

ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اپنے ماننے والے اُس خاص صحابی کو جو نیکی و تقویٰ میں خاص مقام رکھتے تھے بیوی پر سختی کرنے سے منع کریں۔ دیکھیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص مددگاروں میں سے تھے اور بڑا مقام تھا لیکن بیوی پر سختی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ برداشت نہیں، اس بات کو اللہ تعالیٰ برداشت نہیں کرسکتا کہ بلاوجہ اُس ذات سے سختی کی جائے جسے نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اُس عورت کو ایک ادنیٰ چیز سمجھا جائے۔ وہ عورت جو مومنہ ہے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والی ہے کیوں بلاوجہ اسے سختی کا نشانہ بنایا جائے۔ اِس لئے اِس کام سے اُسے روکو انہیں سمجھاؤ کہ ایسی عورتوں سے عزت و احترام کا سلوک کرو۔ چنانچہ الہام ہوا کہ ''یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ راحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ رِفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75 حاشیہ)

پھر آپ بعض لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عورتوں پر ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا اور کنیزوں اور بہائم سے بھی بدتر اُن سے سلوک کرتا ہے۔ یعنی نوکروں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بےدرد ہوکر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بُری طرح سلوک کرتے ہیں۔ فرمایا یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔

پھر آپ مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں، نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن۔ اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہے اُس تعلیم کی ایک جھلک جو اسلام نے ہمیں دی اور جس کی اس زمانے میں پھر نئے سرے سے تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی، ہمیں سمجھایا۔ تو اس خوبصورت تعلیم کی مثالیں آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے قائم کروائیں تھیں اور اس کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرتے ہوئے آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ مَیں تم سے سب سے زیادہ بیویوں سے بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔ لیکن جیسا کہ اسلام کے دوسرے احکامات اور زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ عمل میں کمی آگئی یہی حال اس حکم کا بھی ہوا اس کی کوئی وقعت نہیں رہی کہ عورت کا خیال رکھو، اس کی عزت کرو، اس کا احترام کرو، اس کے حقوق ادا کرو کیونکہ ایک نیک اور عملِ صالح کرنے والی عورت کا مقام ایسا ہے جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

پس اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے کہا عورت کے متعلقہ حکموں پر عمل کرنے میں کمی آگئی ہے اس لئے اس رسول کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور زمانے کے امام کو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف متوجہ فرمایا کہ اپنی جماعت میں عورتوں کے حقوق قائم کرواؤ، اس صنف نازک کو جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیشے سے تشبیہ دی ہے جس کے ساتھ سختی اُسے کرچی کرچی کرسکتی ہے، ٹکرے ٹکرے کرسکتی ہے۔ جس کے جسم کی بناوٹ نازک ہے، جس کے جذبات کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ نرمی اور رأفت سے پیش آنا چاہئے۔ یہ پسلی کی ہڈی سے مشابہ ہے اس کی اصل شکل سے ہی فائدہ اٹھاؤ۔ پس آپ کو جب ایسے امام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی ہے جس کو اس زمانے میں پھر براہ راست آپ کے حقوق قائم کروانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، پھر آپ کو کس قدر اس خدا کا شکر گزار ہوتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمیں دیئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں جو تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار احکامات دیئے ہیں۔ بعض جگہ صرف مومنو! یہ کام کرو کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ بعض جگہ عورت، مرد دونوں کو علیحدہ علیحدہ مخاطب کرکے احکامات عطا فرمائے ہیں۔ جہاں بھی یہ حکم ہے کہ اے مومنو! یہ کام کرو۔ اس سے مراد مرد و عورت دونوں ہیں اور اس بات کی وضاحت بھی فرمادی کہ جو احکامات قرآن کریم میں ہیں وہ تم سب مومن مردوں اور مومن عورتوں پر عائد ہوتے ہیں اس لئے اُن کی بجاآوری کی کوشش کرو۔ اور اگر تم یہ اعمال صالح بجالاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے زندگی بخش انعامات سے نوازے گا۔ جو اس زندگی میں بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات سے بھر دیں گے اور آخرت میں بھی، جیسا کہ فرماتا ہے نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حٰم السجدة:32)۔ یعنی ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی۔ اس میں تمہارے لئے وہ

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں